رجسٹرڈ انگلیشیہ نمبر

شرح چندہ
سالانہ ... ے
ششماہی ... ہے
سہ ماہی ... عاں

قیمت پرانا پرچہ ۴ر

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن
ہفتہ وار
مملکت
ایڈیٹر
میر حسن الدین بی اے ایل ایل بی (عثمانیہ)

رجسٹرڈ آصفیہ نمبر ۱۸

شرح چندہ
سالانہ ... ے
ششماہی ... ہے
سہ ماہی ... عاں

قیمت فی پرچہ ۲ر

جلد ۵ | ۱۰ار امرداد ۱۳۵۴ف | ۱۲ر رجب ۱۳۶۴ھ | ۲۳ر مئی ۱۹۴۵ء شنبہ | نمبر ۱ر

برطانیہ میں جدید انتخابات کی مہم

قدامت پسندوں کی ترقی پسندی

از

کامریڈ ایم این رائے

دس سال کے بعد برطانیہ میں جدید انتخابات ہو رہے ہیں۔ یہ دس سال غیر معمولی اہمیت کے حامل رہے ہیں۔ دنیا آج وہ نہیں ہے جو دس سال پہلے تھی۔ اور یہی بات برطانیہ پر بھی صادق آتی ہے۔ اس لئے یہ انتخابات غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں۔ اس کے نتائج واقعات عالم پر اثر انداز ہوں گے۔ یہ انتخابات نہ صرف برطانیہ کے بلکہ دنیا کے مستقبل کا بھی فیصلہ کریں گے۔

بدقسمتی سے انتخابات بہت عجلت میں ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں نتیجہ سے متعلق پیش قیاسی مشکل ہے۔ لیکن جنگ کے تجربے سے برطانیہ کے باشندوں کو بڑی سیاسی تربیت حاصل ہوئی ہے۔ دوران جنگ میں جن مسائل پر وہ غور کرتے رہے ہیں اس کی نسبت اب انہیں فیصلہ کرنا ہے۔ انتخابی ہتھکنڈے اور چالبازیاں اس فیصلہ کو متاثر نہ کرسکیں گی۔ جو پارٹی بھی کامیاب ہو برطانوی سیاسیات میں بائیں جانب جو عام رجحان پیدا ہو گیا ہے وہ برقرار رہے گا۔ اگر قدامت پرست حکومت کا پھر برسر اقتدار آئے تو اس کی پالیسی بھی اس پروگرام پر مبنی ہوگی جو انتخابات کے ضمن پیش کیا جا رہا ہے۔ رائے دہندوں کے رجحانات کی تشفی کے لئے قدامت پرست پارٹی کو بھی ترقی پسند لائحہ عمل اختیار کرنا ہوگا۔

اس میں شک نہیں کہ پارلیمانی جمہوریت کے نقائص باقی رہیں گے کیونکہ اقتدار کے استعمال پر رائے دہندوں کا کوئی موثر دخل نہیں۔ موجودہ پارلیمنٹ میں قدامت پرستوں کی بڑی اکثریت تھی تاہم ایک پارٹی کی حکومت کے بجائے چرچل کو قومی حکومت تشکیل دینا پڑا۔ قدامت پرستوں کی پارلیمانی اکثریت پورے ملک کی تائید حاصل کرنے کے لئے کافی نہ تھی اور کوئی حکومت پورے ملک کی تائید کے بغیر مہم جنگ میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

انتخابات کے نتائج خواہ کچھ ہی ہوں ایک چیز یقینی ہے۔ جدید پارلیمنٹ میں مختلف پارٹیوں کا تناسب بدل جائے گا۔ لیبر پارٹی کو گو اکثریت حاصل نہ ہو مگر اس کے ارکان کافی تعداد میں آئیں گے۔ دوسری طرف اگر قدامت پرست اپنی نشستیں بچا لیں گو پارلیمنٹ میں ان کی اکثریت ہوگی۔ ان حالات میں مخلوط حکومت کا قیام بعید از قیاس نہیں، ورنہ کسی ایک جماعت کی حکومت مستحکم نہ ہوگی اور ہر وقت جدید انتخابات کا کھٹکا لگا رہے گا۔ یہ صورت حال جمہوریت کے لئے مفید ہوگی۔ یہ اندیشہ کہ کسی وقت بھی پارلیمنٹ برخاست ہو جائے اور رائے دہندوں سے دوچار ہونا پڑے ہر اس جماعت کو جو برسر اقتدار ہو اپنے وہ وعدے پورے کرنے ہوں گے جو انتخابات کے وقت کئے جا رہے ہیں۔ برطانوی سیاسیات میں بائیں جانب جو رجحانات پیدا ہو گئے ہیں ان کی وجہ سے کوئی پارٹی صورت حال کو برقرار رکھنے کے وعدے سے اکثریت حاصل نہیں کرسکتی۔ قدامت پرست پارٹی بھی اپنے ترقی پسند پروگرام کو بروئے عمل لانے پر مجبور ہو جائے گی۔

ایک اور مفہوم میں جدید پارلیمنٹ کی تشکیل بھی مختلف ہوگی۔ نئی پارلیمنٹ میں نوجوان افراد زیادہ تعداد میں آئیں گے۔ اب تک برطانوی سیاسیات کی یہ ایک روایت تھی کہ کافی عمر کے لوگوں کو پارلیمنٹ کے لئے منتخب کیا جائے۔ جدید پارلیمنٹ میں کم عمر افراد کی تعداد زیادہ ہوگی۔ [illegible] کا زیادہ اثر نہیں [illegible] چنانچہ پارلیمنٹ کے ارکان کی تقریباً نصف تعداد ایسی ہوگی جو فوج میں کام کر رہی ہے۔ اور یہ افراد ملک کے ہر طبقہ سے لئے گئے ہیں۔ جنگ کے ہولناک تجربوں کے بعد ان کا یہ ایقان ہو گیا ہے کہ "نوع انسان" [illegible] اس ایقان کا نتیجہ [illegible] دنیا [illegible] پہلے کی حالت پر واپس نہ جاسکے۔ بعد جنگ دنیا فی الحقیقت ایک نئی دنیا ہو۔ برطانیہ کا آئندہ وزیر اعظم خواہ کوئی ہو حکومت کی پالیسی پر وہ افراد اثر انداز ہوں گے جنہیں براہ راست جنگ کا تجربہ ہوا ہے۔

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۲)

مملکت ہفتہ وار

جلد ۵	۱۸ امرداد ۵۴ف	نمبر ۱۰

ہندوستان کے سیاسی جمود میں حرکت

لارڈ ویول نے ہندوستان کے سیاسی تعطل کو رفع کرنے کے لئے ملک معظم کی حکومت کی منظوری سے جو تجاویز پیش کی ہیں ان کی نمایاں خصوصیات حسب ذیل ہیں:-

موجودہ دستور کے تحت مرکز میں ایسی حکومت تشکیل دی جائے گی جس کے بجز وائسرائے اور کمانڈر انچیف کے سب ارکان ہندوستانی ہوں گے۔ گورنر جنرل ویٹو کا اختیار استعمال کرے گا مگر یہ اختیار غیر معقول طور پر استعمال نہیں کیا جائے گا۔ تمام محکمے بشمول فینانس اور ہوم ڈپارٹمنٹ ہندوستانیوں کے ہاتھ میں ہوں گے۔ امور خارجہ کا محکمہ بھی جو اب تک وائسرائے کے تحت تھا ہندوستانی رکن کے تفویض کیا جائے گا جس سے ہندوستان کو بیرون ہند بھی نمائندہ مقرر کرنے کا حق حاصل ہو جائے گا۔ برطانوی تجارتی مفاد کی نگرانی کے لئے ہندوستان میں ایک برطانوی ہائی کمشنر متعین کیا جائے گا۔

لارڈ ویول کی تجاویز سے ہندوستان کے آئندہ دستور کا مسئلہ متاثر نہ ہوگا۔ توقع کی جا رہی ہے کہ مرکزی حکومت میں تمام جماعتوں کے اشتراک عمل کی وجہ سے آئندہ دستور کے مسئلہ کا حل آسان ہو سکے گا۔ وائسرائے کی کونسل میں اعلیٰ ذات کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی تعداد مساوی ہوگی۔ اس کے علاوہ پست اقوام اور سکھوں کو بھی علحدہ نمائندگی دی جائے گی۔

اگر مرکز میں اس تجویز کے مطابق عمل ہو تو اس کے نتیجے کے طور پر ان صوبوں میں بھی عوامی حکومت از سر نو قائم ہوگی جہاں دفعہ ۹۳ نافذ ہے۔ اور یہ صوبہ داری حکومتیں مخلوط ہوں گی۔

اگر ہندوستان کی دو اہم سیاسی جماعتیں (یعنی کانگریس اور مسلم لیگ) وائسرائے کے پیش کش کو قبول نہ کریں تو موجودہ سیاسی تعطل غیر معین مدت تک جاری رہے گا۔

اگر ہمیں یہ توقع ہوتی کہ سیاسیات ہند کے اہم عناصر کوئی قابل عمل اور باعزت سمجھوتہ مستقل ترتیب میں کرنے کی صلاحیت اور ارادہ رکھتے ہیں تو ہم لارڈ ویول کی تجاویز کو اس نقطہ نظر سے جانچتے کہ وہ کس حد تک ہندوستان کو برطانوی سامراج کی سیاسی اور معاشی غلامی سے آزاد کرانے کی طمانیت دلاتی ہیں لیکن موجودہ مایوس کن حالات میں جبکہ کانگریس اور مسلم لیگ کے درمیان جو خلیج حائل رہی ہے اس کے پاٹے جانے کی کوئی امید نظر نہیں آتی اور جبکہ برطانوی ہند کی سیاسی جماعتیں ریاست ہائے ہند سے متعلق اپنے سرد یا تعصبات کو جھلانے کے لئے تیار نہیں ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ جب عوامی اداروں نے نظام سرمایہ داری کے بقا اور تحفظ کو اپنا مسلک قرار دے رکھا ہے ہم کس منہ سے کہیں کہ وائسرائے کا اختیار تنسیخ (ویٹو) جمہوری اصول کے منافی ہے۔ ہم کس طرح اعتراض کریں کہ چونکہ اداروں سے ایسے وزراء کا انتخاب جو مقننہ کے آگے جواب دہ نہ ہوں ان کی عوامی حیثیت کو زائل کر دیتا ہے یا یہ کہ وائسرائے کی تجاویز میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو یہ توقع پیدا کرے کہ آئندہ ہندوستان کے معاشی مفاد کو برطانوی مفادات پر ترجیح دی جائے گی۔ یہ اعتراضات اپنی جگہ درست ہیں۔ ہم یہ سب کچھ اور اس سے بھی کچھ زیادہ بجا طور پر کہہ سکتے ہیں اور کہنے کو جی بھی چاہتا ہے مگر جب ہم دیکھتے ہیں کہ لارڈ ویول کے پیش کش کو مسترد کر دینے کے بعد ہندوستان کوئی متبادل تجویز پیش کرنے کا اہل نہیں ہے تو شرم اور ذلت سے ہمارا قلم رک جاتا ہے۔ اور یا پول ناخوشی سیاسیات ہند کے عناصر کو یہ مشورہ دینا پڑتا ہے کہ براہ کرم اس پیش کش کو قبول کر لیجئے کیونکہ اس سے بہتر تجویز پر متفق ہونے کی صلاحیت آپ میں نہیں ہے۔ آپ کے تدبر کی نارسائیاں اور آپ کے مذہبی تعصبات روز روشن کی طرح عیاں ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ ہندوستان کی رائے عامہ بھی ان تجاویز کی قبولیت کی طرف مائل ہے۔ چنانچہ کانگریس کا ایک ترجمان "ہندوستان ٹائمز" لکھتا ہے کہ "ان تمام چیزوں کے پیش نظر جو وقوع پذیر ہو چکی ہیں اور ان متعدد مابعد جنگ مسائل کی بناء پر جن کو حل کرنا از حد ضروری ہے ہندوستانی رائے عامہ اس امر پر متفق ہے کہ مرکز اور صوبوں میں فوراً عوامی حکومتیں کام شروع کر دیں۔ ویول نے ہندوستانی قائدین کا تعاون حاصل کرنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے اور ہمیں اس میں شبہ نہیں کہ ان تجاویز پر انتہائی سنجیدگی سے غور و خوض کیا جائے گا۔" مسلم لیگ کے ترجمان اخبار "ڈان" نے لکھا ہے کہ "جس اسپرٹ کے ساتھ ان تجاویز کو پیش کیا گیا ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور قائد اعظم سے ہم متوقع ہیں کہ وہ ان جذبات کا اسی انداز میں جواب دیں گے"۔

خالص ہندوستانی نقطہ نظر سے لارڈ ویول کی تجاویز ان مجبوریوں کے پیش نظر جن سے ہندوستان دوچار ہے بری نہیں ہیں لیکن مسلمانان ہند کے نقطہ نظر سے ان میں بخل سے کام لیا گیا ہے۔ ہمیں توقع تھی کہ سٹر ہربرٹ اور اس ہنگامہ آرا پنجابی سابق صدر کانگریس کی تجویز کے مطابق مسلمانوں کی قلت تعداد، عدم تنظیم اور معاشی زبوں حالی کی تلافی کے لئے مرکزی حکومت میں انہیں غیر مسلم مناصب کے مساوی نشستیں دی جائیں گی لیکن کانگریس اور مہاسبھا کے پروپگنڈے سے مرعوب ہو کر لارڈ ویول اور ملک معظم کی حکومت نے مسلمانوں کو صرف (۴۰) فی صد نشستوں کا مستحق قرار دیا ہے۔ مسلمان یوں بھی (۳۳) فی صد سے کچھ زائد ہیں۔ تو گویا ان کے ساتھ صرف (۷) فی صد کی رعایت کی گئی۔ ہم نہیں سمجھتے کہ یہ رعایت مسلمانوں کی طمانیت کا باعث ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ سب انتظامات عارضی ہیں اور ان کو قبول کرنے سے مسلمانان ہند کے مستقل اور اصل مطالبات متاثر نہیں ہوتے اس لئے

... حکومت ... کو بھی یہی مشورہ دیں گے کہ وہ ... ان تجاویز کو قبول کریں۔

... ہوئی کہ ان عارضی انتظامات میں نسخ ... ہو رہی بچ گیا۔ لارڈ ویول کی تجاویز اگر نافذ ہو جائیں تو ریاستوں کے موقف پر کوئی خاص اثر مرتب نہ ہوگا۔ وہ جہاں تھیں وہیں رہیں گی۔ ان کے معاملات راست وائسرائے سے متعلق رہیں گے۔ ... اپنی حد تک اس خیال کے حامی ہیں کہ ریاستوں کا تاج برطانیہ سے تعلق کا دعا کرنے کے بجائے برطانوی ہند کی دیسی حکومت سے سابقہ کرنے اور سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ لیکن جیسا کہ ہم نے ابھی واضح کیا ہے برطانوی ہند کے قائدین کا جذبہ احساس برتری یا ان کا واقعات کو نظرانداز کرنے کے اصلاحات میں گھٹنے کا رجحان برطانوی ہند اور ریاستوں کے مابین خلیج حائل کرنے کا باعث ہو رہا ہے۔ ہر دل سے چاہتے ہیں کہ یہ خلیج دور ہو جائے لیکن برطانوی ہند کی سیاسی جماعتیں جب تک اپنے نقطہ نظر میں تبدیلی نہ کریں ہندوستانی ریاستیں اور بالخصوص حیدرآباد صورت حال کی بقا پر حالت کرے گا۔

یہ ممکن ہے کہ برطانوی ہند میں لارڈ ویول کی تجاویز کا نفاذ بالواسطہ طور پر ریاست ہائے ہند کی اندرونی سیاسیات کو متاثر کرے۔ مقام مسرت ہے کہ ہماری حکومت ان حالات سے نمٹنے کے لئے پہلے ہی سے تیار ہے۔ اگر ہماری اسکیم اصلاحات بتمام وکمال نافذ کر دی جائے تو اہل حیدرآباد کو وہ سب کچھ مل جائے گا جو برطانوی ہند کے باشندوں کو مل رہا ہے۔ یہاں ویٹو کا اختیار کسی ایسے ہاتھوں میں نہیں جن کا قومی مفاد ملکی مفاد سے متصادم ہو۔ اس لئے ہم حکومت سرکار عالی کو مشورہ دیں گے کہ وہ اسکیم اصلاحات بلا تاخیر نافذ کر دے۔ اس سلسلہ میں ہم مولوی علیم الدین صاحب انصاری کی رائے سے متفق ہیں۔ انتخابی مشنری تیار ہوئی ہے گی فی الوقت نامزدگی سے کام چلایا جا سکتا ہے۔ ایسے اشخاص کو نامزد کرنا مشکل نہیں جو بصورت انتخاب منتخب ہونے کے ... متعدد بار یہ رائے پیش کی ہے لیکن شاید اس کی قبولیت کا وقت اب آیا ہے۔

اجازت نامہ جات راتب کی تجدید

بلحاظ اس کے کہ بلدہ حیدرآباد میں گھر یلو صرف اور ادارہ جات کے صرف کے لئے جاری شدہ دستاویزات راشن کی مدت تاریخ ۱۲ ار تیر ۱۳۵۵ ف ختم ہو سکی ہے لہذا بہ تفاذ ان اختیارات کے جو تحت فقرہ ۱۲ حکم رسد سدار اعظم بہادر بابکاس باب حکومت کو حاصل ہیں دستاویزات مذکورہ کی آمد کے بارہ میں حسب ذیل حکم دیا گیا ہے جو ۱۲ ار تیر ۱۳۵۵ ف سے نافذ متصور ہوگا۔

(۱) گھریلو صرف کے لئے جو راتب کارڈ ۱۲ ار تیر ۱۳۵۵ ف کو ختم ہونے والے ۲۶ ہفتوں کے لئے جاری کئے گئے تھے ان کی تجدید پر راتب کارڈ مذکور متعلقہ عہدہ داران راتب بندی کے پاس حسب طریقہ مقررہ ناظم راتب بندی پیش کئے جانے پر مابین ابتدا ۱۲ ار تیر ۱۳۵۵ ف مزید ۲۶ ہفتوں کے لئے راتب کارڈ مذکورہ پر بہ صراحت تجدیدی چیاں کر کے دی جائے گی جن میں ۲۶ ہفتوں کے خانے درج ہوں گے جو سلسلہ سابق ۱۳ ار وین ہفتہ سے شروع ہو کر ۷ ویں ہفتہ پر ختم ہوں گے۔

(۲) ادارہ جات کے اغراض کے لئے جاری شدہ اجازت نامجات راتب کی صورت میں جو ۱۲ ار تیر ۱۳۵۵ ف کو ختم ہونے والے ۲۶ ہفتوں کے لئے جاری کئے گئے تھے جدید اجازت نامہ جات راتب سابقہ اجازت نامجات متعلقہ راتب بندی کے پاس حسب طریقہ مقررہ ناظم راتب بندی پیش کئے جانے پر مابین ابتدائے ۱۲ ار تیر ۱۳۵۵ ف سلسلہ سابق مزید ۲۶ ہفتوں کے لئے جاری کئے جائیں گے۔

(۳) بتاریخ ۱۲ ار تیر ۱۳۵۵ ف یا اس کے بعد کسی ایسے دستاویزات راتب کی بناء پر جو تاریخ مذکور سے قبل جاری ہوئی ہو کوئی شخص مجاز نہ ہوگا کہ کوئی دکان راتب بندی مجاز ہوگی کہ کوئی راتب شدہ شے جاری کرے بجز اس کے کہ دستاویزات مذکورہ کی تجدید حسب احکام اعلان ہذا ہو چکی ہو۔

(محکمہ اطلاعات سرکار عالی)

شفاخانوں میں نادار مریضوں کے لئے اخراجات خوراک میں اضافہ

جنگ کی وجہ سے اشیاء خوردنی کی موجودہ گرانی کے پیش نظر محکمہ طبابت سرکار عالی نے ممالک محروسہ سرکار عالی کے تمام شفاخانوں میں غیر مستطیع مقیم مریضوں کے لئے اخراجات خوراک میں اضافہ کرنے کی تجویز پیش کی تھی جن میں ان اخراجات کو فی مریض فی یوم ساڑھے چھ آنے سے بڑھا کر دس آنے کر دئے جانے کی تحریک کی گئی تھی۔ جب یہ اسکیم جس پر تخمینہ کیا گیا تھا سالانہ ۲ لاکھ ۳۳ ہزار روپے صرف ہوں گے۔ اعلیٰ حضرت بندگان عالی کی سرکار میں پیش کی گئی تو بحشنہ وجہاں بناہی سے مجوزہ اضافہ کو ناکافی

قرار دیا گیا اور اس کو بڑا جم عسر ... فی یوم بارہ آنے دئے جانے کی منظوری کی شرف صدور فرمائی۔

شعبہ تحقیقات مسائل انجنیری

حیدرآباد میں اہم کارہائے انجنیری کو شروع کرنے سے پہلے ان کو کسی تحقیقاتی مرکز میں حل کرنے کے لئے کوئی سہولتیں پیدا نہیں تھیں لیکن اب اس ذمہ داری کو شعبہ تحقیقات مسائل انجنیری قائم کر کے حل کیا جانے والا ہے اس شعبہ کا قیام عنقریب عمل میں آئے گا اور اس کا دائرہ عمل انجنیری سے متعلق تمام مسائل پر حاوی ہوگا یہ شعبہ آبپاشی سے متعلق تمام مسائل مثلاً بندوں اور نہروں کے نقشوں دہانوں کے ذریعہ نہروں کی صفائی اور دریاکی تہہ میں مٹی کے انجماد میں کے ذریعہ گاد ... سے تدریجی آبرسانی کے انتظام پانی کے راستہ کو روکنے کی تدابیر اشیاء تعمیری کی پیداوار میں تمام مال کے سائنٹفک استعمال ریاست میں دستیاب ہونے والی لکڑی کا زیادہ مناسب استعمال عمارتوں کی صفائی قابل غرقابی علاقہ جات کے نقشے مرتب تیار کرنے کی تشخیص ریاست میں مسائل صحت وغیرہ پر تحقیقات کرے گا اس کے علاوہ ... اور دوسرے فنی آلات کی وضع کے متعلق بھی تحقیقات شروع کی جائیں گی۔

محکمہ ... ایک پانچ سالہ منصوبہ کے طور پر ... تیار کی گئی ہے وہ اس میں بتدریج ترقی ہوتی جائے گی تحقیقاتی ادارہ عمارت مدارس میں ... قائم کیا جا سکے گا ... ایسے قوانی تجربات کرنے کے لئے پانی مسلسل ملتا رہے گا۔ توقع کی جاتی ہے کہ اس اسکیم سے تکمیل ... عظیم الشان ذخیرہ آب کی بند نہروں ان کی شاخوں کے نقشہ سے متعلق مسائل کو حل کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

اراکین کونسل کے نئے محکمے

راجہ ... بہادر کی جگہ بحیثیت رکن کونسل نواب ... بہادر ایل ... آ ... اس سلسلہ میں آنریبل ممبران کونسل کے پورٹ فولیوز میں کچھ رد و بدل ہوا ہے۔

نئے انتظامات کے تحت مندرجہ ذیل تبدیلیاں ... آئی ہیں۔

(۱) محکمہ ... آنریبل نواب زین یار جنگ بہادر کے تفویض کئے گئے ہیں۔

(۲) محکمہ جات ... آنریبل نواب ... یار جنگ بہادر کے تفویض کئے گئے ہیں۔

(۳) محکمہ جات ... آنریبل ... بہادر ایل ... کے تفویض کئے گئے ہیں۔

(اطلاعات)

مشرق وسطیٰ میں سامراجی کشمکش

شام اور لبنان کا مطالبہ آزادی

شام اور لبنان اپنی مکمل آزادی کا مطالبہ کر رہے ہیں اور اس مطالبہ میں وہ حق بجانب ہیں اور ہر ایماندار آدمی ان کی حمایت کرے گا۔ لیکن شام اور لبنان کو صرف دو چھوٹے چھوٹے علاقے سمجھنا سخت غلطی ہے۔ ان کی اہمیت اس سے کہیں زیادہ ہے۔ مشرق وسطیٰ میں ان علاقوں کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ایشیا کے تیل کے چشمے، یورپ کا مشرقی دروازہ، ہندوستان، آسٹریلیا اور مشرق بعید کا شاہی راستہ ان سب سے شام اور لبنان کو بڑا گہرا تعلق ہے۔ شام اور لبنان کی اس اہمیت کی وجہ سے اس علاقے میں دنیا کی تین بڑی سامراجی طاقتیں برطانیہ، فرانس اور امریکہ آپس میں دست و گریباں ہیں۔

برطانیہ کے لئے اس علاقے کی خاص اہمیت ہے۔ برطانوی رجعت پرستی کے خاص ایجنٹ مسٹر ایڈورڈ سپیرز کے الفاظ میں "کسی کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ یہ ممالک برطانوی سلطنت کے لئے خاص اہمیت نہیں رکھتے۔ ان کی وجہ سے مشرق وسطیٰ میں ہماری پوزیشن پر اثر پڑتا ہے۔ یہ علاقہ برطانیہ کے ہوائی راستے پر ہے۔ کناڈا اور جنوبی افریقہ کے علاوہ پوری برطانوی سلطنت کے راستے ادھر سے گزرتے ہیں۔ ہمارے تیل کے تمام وسائل ادھر ہی ہیں۔"

(ڈان۔ ۱۰ مئی)

شام اور لبنان کی اس اہمیت کے پس منظر میں ہمیں فرانس، برطانیہ، امریکہ اور سوویت یونین کے اقدامات کا جائزہ لینا چاہئے۔

آج کا فرانس جنگ سے پہلے کے سامراجی فرانس سے مختلف ہے کیونکہ اپنے ملک کو آزاد کرانے کی جدوجہد میں وہاں کے عوام زیادہ طاقتور ہو گئے ہیں لیکن فرانسیسی حکومت کی اندرونی تبدیلی صرف نئی مجلس قانون ساز بننے کے بعد ہی ظاہر ہوگی۔ آج فرانس کے اندرونی معاملات میں دگول کی جمہوریت، جمہوریت پسندوں کی وجہ سے متاثر ہوتی ہے لیکن بیرونی معاملات اور نو آبادیات کے مسئلے میں رجعت پرستوں کا زور ہے جو اپنے سامراجی مفاد کو اور مشرق وسطیٰ میں اپنی جگہ کو باقی رکھنا چاہتے ہیں۔ اسی لئے دگول کی حکومت نے شام و لبنان کی حکومت سے مطالبہ کیا تھا کہ وہاں فرانس کو بحری اور ہوائی اڈے بنانے کا حق اور خاص تہذیبی، سیاسی اور معاشی مراعات دیئے جائیں۔ لیکن داستان یہیں ختم نہیں ہو جاتی۔

خود فرانس کے اندرونی معاملات میں بھی وہاں کے رجعت پرست سامراجی عناصر اور جمہوری تحریک کے علمبرداروں میں برابر ٹکر ہو رہی ہے۔ جمہوریت پسندوں کا مطالبہ ہے کہ بڑی بڑی صنعتوں کو قومی ملکیت بنا دیا جائے لیکن فرانسیسی حکومت کے سامراجی عناصر اس میں ٹال مٹول کر رہے ہیں۔ نئے مزدوروں کی اہمیت کم کی جا رہی ہے اور بڑے بڑے غدار سرمایہ داروں کو قانون کے مطابق سزا دینے سے پہلو تہی کی جا رہی ہے۔ سارا فرانس ایک آواز ہو کر مطالبہ کر رہا ہے کہ اسپین کے فاشسٹ ڈکٹیٹر فرانکو سے ناتا توڑ لینا چاہئے لیکن فرانسیسی حکومت نے اپنے ملک کے رجعت پسند عناصر سے دب کر حال ہی میں فرانکو کی دلجوئی کا سامان بہم پہنچایا ہے۔ سارا فرانس دگول کی اس حرکت پر لعنت ملامت کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فرانس کے رجعت پسند عناصر نے عام فرانسیسیوں کی بڑھتی ہوئی مخالفت سے گھبرا کر یہ چال چلی ہے کہ لوگوں کی توجہ ملک کے اندرونی مسائل کی طرف سے ہٹالی جائے اور انہیں نو آبادیاتی مفاد کا سبز باغ دکھایا جائے انہیں یہ کہہ دیا جائے کہ فرانس کو بین الاقوامی اقتدار خطرے میں ہے۔ فرانس جو دنیا کی "بڑی طاقتوں" میں شمار ہوتا ہے اس وقت اس کی عظمت کی حفاظت ضروری ہے اندرونی مسائل تو بعد میں طے ہوتے رہیں گے۔ اس طرح لوگوں کے حب الوطنی کے جذبات سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ابھی دو مہینے گزرے کہ انہیں فرانسیسی سامراجیوں نے جن کی بڑی بڑی نو آبادیاں اور جاگیریں الجزائر میں ہیں خواہ مخواہ الجزائر کے باشندوں کو مشتعل کیا تھا اور پھر ان پر گولیاں چلا کر فرانس کے شہنشاہی "اقتدار" کا پرچم بلند کیا تھا۔ آج شام و لبنان میں اسی قسم کی شرارتیں کرکے وہ لوگوں کی توجہ فرانس کے اندرونی اصلاحات سے ہٹا کر اس شہنشاہی "مفاد" کی حفاظت کے نام اپنا ہمخیال بنانا چاہتے ہیں۔

لیکن فرانس کے رجعت پسند عناصر اپنی سازش کے بدولت برطانوی حکومت کے سامراجی جال میں پھنس گئے ہیں۔ دو برس گزرے فرانس اور شام میں جو گڑبڑ ہوئی تھی اس میں برطانوی حکومت نے اپنے ایجنٹ مسٹر ایڈورڈ سپیرز کے ذریعے جو ان دنوں شام اور لبنان میں برطانوی وزیر تھے بڑا نمایاں حصہ لیا تھا لیکن اس وقت برطانوی حکومت کو ناکامی ہوئی تھی۔ مسٹر ایڈورڈ سپیرز کے نام نیا وہ بدنام ہو گئے تھے اور انہیں ہٹانا پڑا تھا۔ حکومت نے انہیں شام سے واپس بلا لیا اور پارلیمنٹ کی ممبری عطا کر دی۔ آج یہ حضرت پارلیمنٹ میں چرچل کو "عربوں کے حقوق" اور شام و لبنان کی آزادی کی جنگ کی رہنمائی فرما رہے ہیں۔

انگریزی حکومت اور اس کے ایجنٹ مسٹر ایڈورڈ سپیرز کی چال یہ ہے کہ شام اور لبنان کی تحریک کے باعث وہاں میں جو ایک قومی جذبہ بیدار ہو رہا ہے اس سے فائدہ اٹھایا جائے، فرانسیسی جمہوریت کو عربوں کی نظر میں حقیر اور ذلیل کیا جائے اور اس کے اثر کو بالکل ختم کر دیا جائے تاکہ مشرق قریب کلی طور سے برطانوی سامراج کے پنجے میں آ جائے اور وہ بلا شرکت غیرے اس اہم اور وسیع علاقے میں اپنی من مانی کر سکے۔

چرچل نے دگول کے نام جو خط بھیجا تھا اس میں برطانوی سامراج کے مقاصد اور واضح طور سے بیان کئے گئے تھے "ہم اس کے لئے تیار ہیں کہ خانہ جنگی رک جانے اور امن قائم ہو جانے کے بعد تین طاقتوں (برطانیہ، امریکہ اور فرانس) کی کانفرنس لندن میں بلائی جائے۔" اس کے جواب میں جب یہ تجویز پیش کی گئی کہ اس اہم مسئلے کو حل کرنے کے لئے "پانچ بڑوں" (برطانیہ، امریکہ، فرانس، سوویٹ یونین اور چین) کی کانفرنس کی جائے تو مسٹر چرچل نے پارلیمنٹ میں یہ عذر پیش کیا کہ اس میں بڑی دیر ہو جائے گی۔ گویا نیویارک سے لندن آنے میں چند گھنٹے لگتے ہیں اور ماسکو سے لندن آنے میں کئی برس لگیں گے!

برطانوی سامراج کی ساری چال یہ ہے کہ فرانس کو برطانیہ کی بات پر مجبور کیا جائے۔ اس طرح سے فائدہ اٹھا کر مشرق وسطیٰ سے فرانسیسی اثر کو بالکل خارج کر دیا جائے اور اس کی جگہ برطانوی اثر بڑھایا جائے اور اس کی پوری کوشش کی جائے کہ سوویت یونین مشرق وسطیٰ کے مسائل میں دخل نہ دینے پائے۔ لبنان اور شام کے وزیروں کی طرف سے برطانیہ کا شکریہ، برطانوی سپاہیوں کی شام کی سڑکوں پر قواعد اور فرانسیسی مظالم کی جانچ کے لئے برطانیہ کا فوجی کمیشن وہ واقعات ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ برطانوی سامراج کے پنجے کافی جم چکے ہیں۔

لیکن چرچل کو جس بات کی سب سے زیادہ فکر ہے وہ یہ ہے کہ سوویت یونین کو علیحدہ رکھا جائے۔ دگول نے یہ انکشاف بھی کیا کہ اس ساری لڑائی کے دوران میں برطانیہ اور امریکہ نے سوویت یونین کو کسی موقع پر اپنے ارادوں سے مطلع نہیں کیا۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ برطانوی سامراج ۱۹۱۹ء کی طرح اب کے بھی اس کوشش میں ہے کہ مشرق وسطیٰ میں سوویت یونین کے خلاف ایک محاذ بنایا جائے۔ اس ساری تصویر میں امریکہ کے اثرات کا

(باقی صفحہ ۱۰)

لارڈ ویول کا پیشکش

کانگریس کا ردعمل

[illegible] گئی۔ دو دنوں سے کانگریسی حلقوں میں لارڈ ویول کے خلوص اور ہندوستان میں ایک سیاسی مجھوتے کے متعلق ان کی دلی خواہش کو تسلیم اور پسند کیا جا رہا ہے۔ ایک ممتاز کانگریسی لیڈر نے اس بات پر زور دیا کہ مہاتما گاندھی کے بیان سے وائسرائے کی تجاویز منسوخ نہیں کی گئیں۔ لارڈ ویول کے منصوبے میں اونچی ذات والے ہندوؤں کے تقرر پر جو اعتراض کیا گیا ہے اس کی بنیاد بظاہر اس بات پر ہے کہ اسے ایک سیاسی اعلان میں پہلی بار استعمال کیا گیا ہے اور اندیشہ ہے کہ اس سے ہندوستان میں [illegible] پڑ جائے گی۔ جس کا استحکام برقرار رکھنے کے لئے مہاتما گاندھی نے اب سے تیرہ برس پہلے برت رکھا تھا۔

دوسری طرف ممتاز کانگریسی لیڈروں کی رائے میں مہاتما گاندھی کا بیان تمام حلقوں سے اس بات کی ایک اپیل ہے کہ وہ متحد ہو کر شملہ کانفرنس میں ایک آواز سے بولیں۔ یہ بھی بتایا جا رہا ہے کہ مہاتما گاندھی نے اپنے بیان میں یہ کہیں نہیں کہا کہ وہ کانفرنس میں شرکت نہیں کریں گے۔ ان کے بیان کا مطلب صرف یہ ہے کہ موجودہ حالات میں انہیں کانگریس کی طرف سے گفتگو کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے لیکن مجلس عاملہ کانگریس کے لئے جس کا اجلاس عنقریب منعقد ہونے والا ہے اس بات میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ وہ مہاتما گاندھی کو ضروری اختیار سپرد کر دے۔ جیسا کہ وہ اس سے پہلے کر چکی ہے۔ (ا۔ پ)

[illegible] گئی۔ لارڈ ویول کی نشری تقریر اور اس سے متعلق مہاتما گاندھی جی کے بیان کے بارے میں یہاں جو عام خیال پایا جا رہا ہے یہ ہے کہ سرکاری تجاویز مسٹر ایمری کی تجاویز سے بہت زیادہ مختلف ہیں اور اگر شملہ کانفرنس کو کامیاب بنانا مقصود ہو تو ان سرکاری تجاویز میں اصلاح اور بہت سی ترمیمات کرنی پڑیں گی۔ یہاں یہ بھی یاد کیا جا رہا ہے کہ شاید گاندھی جی کو کانفرنس میں شرکت سے انکار بھی کر دیں۔

کانگریس کو محض اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کی جماعت کی حیثیت دینے کی بڑی کوشش کی گئی کی گئی ہے جو مذمت کی ہے اس کو بھی اور درست قرار دیتے ہوئے بیان کیا جا رہا ہے کہ موجودہ حالات کے تحت ان لوگوں کی ہمدردیاں بھی اس مسئلہ میں گاندھی جی کے ساتھ ہونی چاہئیں جو عمل طور پر گاندھی جی کے ہم نوا اور ہم خیال نہیں۔ کانگریسی حلقے خصوصیت سے اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ گاندھی جی نے محض ہندوستانیوں کے ہاتھوں اقتدار کی منتقلی کے بعد ہندوستانیوں کے مابین اقتدار کی تقسیم کے مسئلہ میں انہوں نے اپنے آپ کو کبھی نہیں الجھایا۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے شملہ کانفرنس میں مدعو نہ کئے جانے پر کانگریسی حلقوں میں بڑی ناراضی پائی جا رہی ہے۔ ان کی رائے میں ہندو مہاسبھا اور ڈاکٹر امبیدکر کو بھی کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی جانی چاہئے تھی۔ (اورینٹ پریس)

پٹنہ۔ ویول تجاویز کے بارے میں [illegible] کانگریسی اور لیگی حلقوں میں مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی۔ روزنامہ "استقلال" نے ویول تجاویز پر تبصرہ کرتے ہوئے ان کا خیر مقدم کیا ہے اور اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ یہ تجاویز حقیقی آزادی کی راہ پر سفر کا [illegible] ہیں اور موجودہ حالات کے تحت باہمی اعتماد پیدا کرنے کے لئے ان کو قبول کر لینا چاہئے۔ اسی طرح اس کے موجودہ انتظامات لیگ کے مطالبہ پاکستان پر کسی طرح اثر انداز نہ ہوں گی۔ اس لئے مسلم لیگ ہی ان کی قبولیت میں کوئی دشواری محسوس نہ کرے۔ (اورینٹ پریس)

نئی دہلی۔ وائسرائے کی نشری تقریر کا یہاں گرمجوشی سے خیر مقدم کیا گیا اور اس کو ہندوستان کے موجودہ تعطل کو دور سیاسی تعطل کو توڑنے کے لئے ایک نیک کوشش سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ مجلس عاملہ کانگریس کے اراکین کی رہائی اور شملہ کانفرنس میں ہندو مہاسبھا کو مدعو نہ کرنا دونوں ایسی چیزیں ہیں جنہیں یہاں پسند کیا جا رہا ہے۔ اور خاص بات وائسرائے کی اسکیم میں یہ ہے کہ اس میں ترمیم کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ گو بظاہر ایسی کوئی ترمیم مخصوص حدود کے اندر ہی ہو گی۔ اور یہاں یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ اگر وہ مرحوں کو شملہ کانفرنس میں متفقہ طور پر کوئی متبادل اسکیم پیش کیا جائے تو اس کو بھی منظور کر لیا جائے گا۔ وائسرائے کی نشری تقریر میں اس امر کا تذکرہ کہ صوبائی حکومتیں منظور ہوں گی توقع ہے کہ ہندوستان کے جو ہاں سے ایک مستقل ہٹنے کو ہٹانے کا باعث ہو گا۔ وائسرائے کی اسکیم کو بحیثیت مجموعی ہندوستانی قیادت کے ایک امتحان سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ [illegible] کی اسکیم اس مطالبے سے بھی زیادہ کر ہے جو مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی نے کیا تھا۔ یہاں کہا جاتا ہے کہ مسٹر ڈیسائی نے محکمہ خارجہ کے ایک ہندوستانی رکن میں منتقل کئے جانے اور وائسرائے کی کونسل سے آئی۔ سی۔ ایس عہدہ داروں کو بالکلیہ خارج کرنے کا ہرگز مطالبہ نہیں کیا تھا۔ وائسرائے اسکیم میں ان دونوں خصوصیات کی موجودگی سے بہت حیرت ہوئی۔

[illegible]۔ ڈاکٹر پٹابھی سیتا رامیا نے کہا کہ جیل میں ہمیشہ یہی خیال رہا ہے کہ تعطل کو ختم کرنا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام صرف یہ تھا کہ تعطل پیدا کر دیں اور ہمارے گرفتار ہونے کے سال میں جو کچھ بھی کیا اس کے بارے میں ہم کر نے کا کام دوسرے فریق کا ہے۔ جب ہم اس [illegible] کے قریب بنا ہم سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ بیشتر یہ کہ ہم جو کچھ ہو چکا اس پر اظہار تاسف کریں اور جو کچھ [illegible] میں تعاون کا وعدہ کریں اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کے لئے ضمانت دیں اور آخر میں جب ہم اس اقدام کو دیکھتے ہیں جس کی طرف حکومت نے [illegible] ہم سمجھ رہے ہیں کہ مجلس عاملہ جو وطن کی بن [illegible] ہند کی وہ شروع سے آخر تک درست پالیسی تھی۔

بمبئی۔ گاندھی جی نے مولانا آزاد صدر کانگریس سے خواہش کی ہے کہ وہ مجلس عاملہ کا جلسہ فوراً طلب کریں تاکہ ویول پیشکش پر غور کیا جائے۔ جو لوگ پردہ اس امر کی کوشش کر رہے ہیں کہ لارڈ ویول اور کانگریسی قائدین میں ربط پیدا کرنے کا راستہ ہموار کیا جائے وہ اس خیال کی طرف مائل ہیں کہ لارڈ ویول ممکن ہے کہ مولانا آزاد کو شملہ کانفرنس میں مدعو کرنے کے لئے راضی ہو جائیں۔ انگلستان میں بھی وزیر ہند کو اس امر پر راضی کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ کانگریسی حلقوں کا خیال ہے کہ جب آئندہ ہفتہ یہاں کانگریس کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہو گا تو وہ مہاتما گاندھی کو سابق کی طرح اس وقت بھی شملہ کانفرنس میں کانگریس کی نمائندگی کا مجاز قرار دے گی۔

جناح کے تبصرے

بمبئی۔ گرانڈ [illegible] ویول کے تحت ہونے والی صوبائی حکومتیں وائسرائے کا [illegible] اور [illegible] ہے جس کا مطالبہ [illegible] ہے غور کیا جائے۔ ویول تجاویز [illegible] ان کو غور و خوض کے بغیر مسترد نہیں کرنا چاہئے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱)

سیاسی نمک پارے

از

کشاف

بلا تنقید

ذات والے ہندوؤں کے مقررہ پر جو اعتراض کیا گیا ہے اس کی بنیاد بظاہر اس بات پر ہے کہ لفظ "ایک سیاسی اعلان میں پہلی مرتبہ استعمال کیا گیا ہے۔ اور اندیشہ ہے کہ اس سے ہندو سماج میں پھوٹ پڑ جائے گی اور ہندو سماج کا اتحاد برقرار رکھنے کے لئے مہاتما گاندھی نے اب سے تیرہ سال پہلے برت رکھا تھا۔

(ا - پ)

سالگرہ جامعہ عثمانیہ کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مولوی ابوالحسن سید علی صاحب نے فرمایا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ عوامی مطالبات کا انقلاب آگر ہی رہے گا۔"

تو پھر اندو یونین کی تحریک کی مخالفت کر کے عوامی مطالبات کے انقلاب کو روکنے کی کوشش کیوں کی گئی؟ - مگر سوال یہ ہے کہ ان حالات میں مسلمانان دکن کو جناب کا کیا مشورہ ہے!

غلہ کی نہ حفاظت ہوتی ہے اور نہ غریب رعایا کو میسر ہو سکتا ہے۔ (مولوی ابوالحسن سید علی)

ساحر کا بھی یہی کہنا ہے۔ ملاحظہ ہوں "پیام" کے متعدد اداریئے۔

حیدرآباد میں ایسی حکومت ہونی چاہئے جس میں ہمارے دوستوں کی جمہوریت بھی ہو اور عدل و انصاف بھی۔ (مولوی ابوالحسن سید علی)

اگر کسی نے اس جملہ کا مطلب سمجھا ہے تو براہ کرم ہمیں بھی بذریعہ ٹیلیفون واقف کرا دے۔ ہم یہ بھی معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ کیا مجلس اتحاد المسلمین نے اپنا مسلک بدل دیا؟

اگر آپ کوئی ایسا مضمون پڑھنا چاہتے ہیں جس میں مظلوم کاشتکاروں اور ظالم سرمایہ داروں کو بیک وقت خوش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تو "رعیت" کا اداریہ مورخہ ۴ امرداد ضرور پڑھئے جس کا عنوان ہے "اتحادی تحریک"۔ اس مضمون میں ایک طرف کاشتکاروں کے ساتھ ہمدردی بھی کی گئی ہے اور دوسری طرف کاشتکاروں کے حصول کو لیست اور حکومت کے نیک عزائم کو کمزور کرنے کی کوشش بھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنڈت جی قاسمی جی کے اثر میں آگئے ہیں۔

ہماری پیشین گوئی

مرکزی مشاورتی مجلس اغذیہ کے اجلاس میں جو ۱۹ امرداد کو منعقد ہوگا مولوی مقصود احمد خان صاحب اور قاضی عبدالغفار صاحب سرمایہ داروں کی پوری نمائندگی فرمائیں گے۔

ایک محفل میں ایک صاحب نے کہا کہ پبلک خدمات کی انجام دہی کے لئے جن افراد کو منتخب اور استعداد عطا ہوئے ہیں ان میں اگر کوئی فی الواقعی مستحق ہیں تو وہ میر یحیٰ نامدار ہیں بلحاظ خدمات کے استحقاق کی نسبت پبلک کو تو کچھ زیادہ علم نہیں ممکن ہے حکومت کو علم ہو۔

دوسرے صاحب نے کہا کہ ...... صاحب کو پبلک خدمات کا تمغہ ملنا چاہئے تھا۔

تیسرے صاحب نے کہا کہ اگر آپ نہیں راستے چھوٹے لال اور مرزا مقصود احمد خاں صاحب کا ساتھی سمجھتے ہیں تو یہ آپ کی زیادتی ہے۔ موصوف نے کبھی "پبلک خدمات" کو حصول برست کا ذریعہ نہیں بنایا۔

اس اطلاع کے شائع ہونے پر کہ بمبئی میں مزید یونیورسٹیاں قائم ہو رہی ہیں صاحبہ "شیرو کن" نے لکھا ہے کہ :-

"ہماری ریاست ابدمدت میں بھی ضرورت اس کی ہے کہ جدید یونیورسٹیاں قائم ہوں۔ اس کی تفصیلات کی نسبت ہم کسی اور موقع پر اظہار رائے کریں گے"

تفصیلات ہم سے سن لیجئے یعنی ناگر ترین علاقہ زبانوں میں یونیورسٹیاں قائم کر کے ہر زبان کی پرورش کی جائے اور حیدرآباد کی سیاسی وحدت میں انتشار پیدا کیا جائے۔

خط کا مضمون بھانپ جاتے ہیں لفافہ دیکھ کر

نواب صدر اعظم بہادر نے سالگرہ جامعہ عثمانیہ کے جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے مجلس وضع قوانین کا ذکر فرمایا اور اپنی تقریر میں مرکزی مقننہ کا لفظ استعمال کیا۔ بس کیا تھا اس لفظ کو معاصر "شیرو کن" نے اڑا لیا اور قلم کا ایک اداریہ لکھ ڈالا جس میں یہ مشورہ دیا گیا

"ہماری ریاست ابدمدت میں صرف ایک ہی مجلس وضع قوانین یا مقننہ قائم ہے مرکزی مقننہ اور صوبائی مقننوں کا وجود نہیں ہے......

ہماری وسیع ریاست تین ثقافتی و لسانی صوبہ جات میں منقسم ہو سکتی ہے۔ ایک مرکزی اور تین صوبائی مقننوں کا قیام مقصود حکومت ہے تو یہ ضرور قابل مبارکباد ہے۔"

دیکھا آپ نے مرکز گریز رجحانات کو فروغ دینے اور سیاسی وحدت کو منتشر کرنے کا جذبہ کس قدر بے پناہ ہے اور اندازہ کس قدر معصومانہ۔

جذبۂ بے اختیار شوق دیکھا چاہئے
سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

وہ واحد فرد جو ہندوستانی قومی کانگریس کی طرف سے ذمہ دارانہ گفتگو کر سکتے ہیں اس کے صدر مولانا ابوالکلام آزاد ہیں۔ (مہاتما گاندھی)

ساحر ورد ہا کا پرانا کھیل

شاعر انقلاب جوش ملیح آبادی نے کیمونسٹ پارٹی کے فنڈ میں ۱۵ سو روپے چندہ دیتے ہوئے کہا ہے کہ "اس سے پہلے میں بادۂ ارغوانی کی دولت بھی خرید سکتا تھا لیکن پارٹی کے فروغ کو اس دولت پر ترجیح دیتا ہوں" (قومی جنگ)

اگر بادۂ ارغوانی آدمی کو ترقی پسند ادیب اور شاعر انقلاب بنا دیتا ہے۔ لہذا تحریک ترک شراب کے خلاف ہم احتجاج کرتے ہیں کیونکہ یہ تحریک ارتقائے ادب کے منافی ہے۔

ویول کی تجاویز کا پس منظر

از

پی، سی، جوشی

رائٹرس کے اخبار ہندو کے نامہ نگار نے لندن سے لکھا ہے کہ جو تجویزیں اس وقت پیش کی جا رہی ہیں ان میں برطانیہ کی لبرل اور مزدور پارٹی کے ان ممبروں کا کوئی ہاتھ نہیں ہے جو کچھ دنوں پہلے تک انگلستان کی وزارت میں شریک تھے۔ ان تجاویز وں میں صرف وہی باتیں ہیں جو ٹوری پارٹی کے لوگ یا مسٹر چرچل چاہتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ٹوری پارٹی اور مزدور پارٹی میں اصل اختلاف رائے وائسرائے کے ویٹو کے مسئلہ پر ہے۔ یعنی اگر ہندوستان میں قومی حکومت قائم کی جائے تو وائسرائے کو اس کے فیصلوں کو مسترد کرنے کا اختیار ہوگا یا نہیں۔

لیبر پارٹی کے اخبار ڈیلی ہیرالڈ کے نامہ نگار کی اطلاع ہے کہ ویول نے برطانوی حکومت کے سامنے جو تجویز ابتداء میں پیش کی تھی اس میں وائسرائے کو یہ اختیار کہ وہ مرکزی قومی حکومت کے فیصلوں کو مسترد کر سکے بہت محدود کر دیا گیا تھا۔ لیبر پارٹی کے لوگوں کو یہ بات منظور تھی۔ ڈیلی ہیرالڈ کے نامہ نگار کا خیال ہے کہ لیبر پارٹی کے ممبر چرچل حکومت سے یہ وعدہ لیں گے کہ ویٹو یعنی مسترد کرنے کا اختیار سوائے فوجی یا اشد ضروری معاملات کے اور کسی موقعہ پر استعمال نہیں کیا جائے گا۔

جب تک برطانیہ میں متحدہ قومی حکومت تھی چرچل لارڈ ویول کی تجویزوں کو ٹالتے رہے کیونکہ اس وقت اگر کوئی فیصلہ کیا جاتا تو حکومت میں لیبر پارٹی کے جو ممبر شریک تھے ان کی رائے پر بھی کسی نہ کسی حد تک عمل کرنا پڑتا۔

اب چرچل کو مزدور پارٹی کی مداخلت کا ڈر نہیں رہا۔ چنانچہ بہت رد و بدل کے بعد چرچل نے ان تجویزوں کو مان لیا ہے۔ وائسرائے کو ویٹو کا پورا اختیار ہے اس سے دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ موجودہ انتخابی مہم میں چرچل اور اس کی پارٹی انگریز مزدوروں سے یہ کہہ سکے گی کہ دیکھو ہم بھی ہندوستان کے مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ تیسرے چرچل کو پوری امید ہے کہ ان تجویزوں کے پیش ہوتے ہی ہندوستان کے لوگ آپس میں جھگڑنے لگیں گے۔ کانگریس کا انتہا پسند گروہ ان تجویزوں کو مسترد کرنے کا مطالبہ کرے گا۔ آئینی راستہ اختیار کرنے والے کوشش کریں گے کہ تجویزیں منظور کر لی جائیں۔ ہندو مہا سبھا والے کانگریس کی مخالفت کریں گے کہ لیگ کا مساوی حق کیوں تسلیم کیا گیا۔ اور کانگریس لیگ کو دوسری اقلیتوں کی مخالفت کا سامنا کرنا ہوگا۔

غرض کہ چرچل کو یقین ہے کہ موجودہ صورت میں ویول کی تجویزوں کے شائع ہوتے ہی برطانیہ اور ہندوستان دونوں جگہ کے ترقی پسندوں کی صفوں میں انتشار اور پھوٹ پیدا ہو جائے گی۔

لیکن یہ تو ٹوری پارٹی کے منصوبے ہیں۔ دیکھنا یہ ہے کہ ہم ان کے منصوبوں کو ناکام بنانے کے لئے کیا طریقہ اختیار کرتے ہیں

اخبار ہندو کے نامہ نگار نے پنچ گنی سے لکھا ہے کہ گاندھی جی اور دوسرے کانگریسی رہنما یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ واقعی برطانوی حکومت کے رویہ میں کوئی تبدیلی ہوئی ہے۔ یا نہیں۔

حکومت اگر واقعی سمجھوتہ چاہتی ہے تو گاندھی جی کو اس کا یقین صرف ایک ہی طریقہ سے دلایا جا سکتا ہے اور وہ یہ کہ کانگریس کی مجلس عاملہ کے ممبران رہا کر دیے جائیں۔

کانگریسی رہنماؤں کی رہائی کے لئے ہر طرف سے آواز اٹھائی جا رہی ہے کیونکہ کانگریس کی طرف سے کچھ کہنے کا حق صرف مجلس عاملہ کو ہے اور اس لئے اگر کانگریس سے سمجھوتہ کرنا ہے تو رہنماؤں کی رہائی ضروری ہے۔ لندن، نئی دہلی، بمبئی، پنچ گنی غرض کہ ہر جگہ سے اخباری نامہ نگار یہ خبریں بھیج رہے ہیں کہ حکومت رہنماؤں کو رہا کرنے پر راضی ہو گئی ہے۔

ایسوسی ایٹڈ پریس کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ وائسرائے کانگریس رہنماؤں کو رہا کرنے کے حق میں ہیں۔ رہائی اب ایک یقینی چیز ہے۔ مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی کو تو امید ہے کہ وائسرائے کی تجویزوں کے اعلان سے پہلے ہی کانگریسی رہنما رہا ہو جائیں گے لیکن دہلی کی اطلاع ہے کہ رہائی وائسرائے کی تجویزوں کے شائع ہونے کے بعد ہوگی۔

اخبارات نے ویول کی تجویز اور ڈیسائی لیاقت فارمولے کا لب لباب بھی شائع کیا ہے۔ اس فارمولے میں کیا تبدیلیاں کی گئی ہیں اس کا اندازہ تو ویول کی تجویز کے شائع ہونے کے بعد ہی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس وقت تمام اخبارات جس بات پر متفق ہیں وہ یہ ہے:

۱۴ جون کو لارڈ ویول کی تجویز شائع ہوگی اور کانگریسی رہنما رہا کر دیے جائیں گے۔

۲۵ جون کو پچیس آدمیوں کی ایک گول میز کانفرنس ہوگی جو وائسرائے کی کونسل کے لئے ممبروں کے نام پیش کرے گی۔

وائسرائے کی کونسل میں کمانڈر انچیف کے علاوہ باقی تمام محکموں کے صدر ہندوستانی ہوں گے۔ لیگ اور کانگریس کے ممبروں کی تعداد برابر ہوگی۔ دوسری اقلیتوں کو بیس فیصدی نمائندگی دی جائے گی۔

وائسرائے کو یہ اختیار ہوگا کہ اپنی کونسل کے فیصلہ کو مسترد کر سکے۔ لیکن قومی رہنما بھی چاہیں تو ایک ذمہ دارانہ طرز عمل اختیار کر سکتے ہیں۔ یعنی اگر کسی فیصلہ کو اسمبلی کی اکثریت منظور نہ کرے تو اپنے عہدے سے مستعفی ہو جائیں۔

ابھی اس سے زیادہ کسی کو کچھ نہیں معلوم ہے۔

کہا جاتا ہے کہ بھولا بھائی ڈیسائی نے گاندھی جی کو اپنا ہم خیال بنا لیا ہے۔ گاندھی جی سے گفتگو کرنے کے بعد جب بھولا بھائی بمبئی واپس آئے تو انہوں نے اخبار کے نمائندوں سے کہا کہ۔ ایک مرحلہ تو طے ہو گیا۔

اس سلسلہ میں یہ معلوم ہوا ہے کہ گذشتہ جنوری میں بھولا بھائی اور نوابزادہ لیاقت علی خاں میں جو باتیں ہوئی تھیں۔ اس کی گاندھی جی کو پوری اطلاع رہتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے بھولا بھائی کو یہ بھی لکھ دیا تھا کہ میں اس کا مخالف نہیں ہوں۔

کہا جاتا ہے کہ ویول کی تجویز ڈیسائی لیاقت فارمولے پر مبنی ہے جس کو گاندھی جی پہلے ہی منظور کر چکے ہیں۔ اسی لئے بھولا بھائی کو یقین ہے کہ وہ گاندھی جی اور کانگریس کی مجلس عاملہ کے ممبروں کی منظوری حاصل کر لیں گے۔

اخبارات نے اس سلسلہ میں جو اداریے لکھے ہیں ان سے صرف دو باتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ سمجھوتہ کے سبھی خواہاں ہیں۔ مگر کسی کو یہ یقین نہیں کہ انگریز دل سے سمجھوتہ چاہتے ہیں۔

قوم پرست انگریزی اخبارات نے رہنماؤں کی رہائی کا مطالبہ تو کیا ہے لیکن وائسرائے کے "ویٹو" کی اس شدومد سے مخالفت نہیں کی جیسی کرپس کے زمانہ میں کی تھی۔

اردو اخبارات نے ویول کی تجویزوں پر سخت نکتہ چینی کی ہے۔ اس پر خوش ہیں کہ کانگریس اور لیگ کو مساوی درجہ دیا جائے گا۔ لیکن بعض اخبارات کا مطالبہ ہے کہ اس تجویز سے پہلے پاکستان کا بھی اعلان کر دیا جائے تاکہ آئندہ شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔

بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۱

اتحادی تحریک کے ذریعہ افلاس اور مقروضیت کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے

یہ غیر فرقہ وارانہ نظام بیک وقت ملک کے سیاسی اور معاشی مسائل کا کامیاب حل پیش کرتا ہے

دو متعلمین اُمور معاشی کا دلچسپ اور بصیرت افروز مکالمہ

سوال۔ کاشت کار کی ضرب المثل مقروضیت کا راز کیا ہے۔

جواب۔ صدیوں سے یہ عمل چلا آرہا ہے کہ کاشتکاروں کی اکثریت اپنی پیداوار موضع کے ساہوکار کے ہاتھ اس قیمت پر فروخت کر دیتی ہے جو ساہوکار مقرر کرتا ہے ظاہر بات یہ ہے کہ ساہوکار جو قیمت ادا کرتا ہے وہ اس قیمت سے کم ہوتی ہے جو کاشت کار کو منڈی میں مل سکتی تھی۔

سوال۔ کاشت کار اپنا مال ساہوکار کے ہاتھ بیچنے کے بجائے منڈی میں فروخت کر کے بہتر دام کیوں نہیں حاصل کرتا؟

جواب۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فصل کٹنے سے پہلے ہی ساہوکار کاشت کاروں سے معاملہ کر لیتا ہے۔ اور ایک قلیل سی رقم پیشگی ادا کر کے ساری فصل کو اپنے ہاتھ تقریباً معمول کر لیتا ہے

دوسری وجہ یہ ہے کہ فصل کٹتے ہی کاشتکار کو اس کے پچھلے قرضہ کی ادائی کے لئے مجبور کیا جاتا ہے قرضوں کی ادائی کی خاطر کاشت کار اپنا مال جلد سے جلد فروخت کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے اور مقامی خریدار بجز ساہوکار کے اور کون ہو سکتا ہے!

تیسری وجہ یہ ہے کہ ہمارا کاشت کار طبعاً ناعاقبت اندیش بھی واقع ہوا ہے وہ آج کے انڈے کو بچہ سکتا ہے مگر کل کی مرغی کا تصور بھی اس کے ذہن میں نہیں آتا۔

سوال۔ ان کیا کہ کاشتکار اپنے موضع کے ساہوکار ہی سے معاملہ کرنے کا عادی ہو گیا ہے تو پھر؟

جواب۔ پھر یہ کہ ساہوکار کاشتکار کی ساری پونجی کو کوڑیوں کے دام سے حاصل کر لیتا ہے۔ جب یہ کوڑیاں کاشت کار کی ضروریات کی تکمیل کے لئے کافی نہیں ہوتیں اور خوراک نیز تخم کے لئے اس کو غلہ بھی درکار ہوتا ہے تو کاشت کار پھر ساہوکار کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے اور قرضہ کا سلسلہ اس طرح جاری رہتا ہے۔

سوال۔ تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ ملک کے سارے کاشت کار محض ساہوکاروں کی تجوریاں بھرنے کی خاطر سالہا سال سے محنت اور مشقت کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس کے یہ بھی معنی ہوئے کہ کاشت کاروں کی معاشی غلامی دائمی اور ناگزیر ہے۔ کیا اس کا کوئی علاج نہیں؟

جواب۔ اس کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ ہر موضع کے کاشت کاروں کو اس پر آمادہ کیا جائے کہ وہ اپنے موضع میں غلہ گودام قائم کریں جہاں سے انہیں بروقت ضرورت تخم اور خوراک کے لئے غلہ بطور قرض کم شرح سود پر مل سکے۔ اگر کاشت کار ساہوکار سے ایک من غلہ قرض لے تو اس کو دوسری فصل پر تقریباً دو من لوٹانا پڑتا ہے۔ لیکن اگر وہ غلہ گودام سے قرض لے تو اس کو ختم سال پر صرف سوا من غلہ لوٹانا پڑے گا۔

چونکہ غلہ گودام اتحادی اصول پر قائم ہوگا اس لئے اس منافع میں قرض لینے والے کاشتکار کو بھی حصہ ملے گا۔

چونکہ موضع کا لین دین زیادہ تر اجناس کے لین دین پر مشتمل ہوتا ہے اس لئے غلہ گودام کا قیام کاشت کاروں کے لئے ایک نعمت ثابت ہوگا۔

انہیں بار بار ساہوکار کے آگے ہاتھ پھیلانے کی ضرورت لاحق نہ ہوگی۔

سوال۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ کاشتکار کے قرضوں میں آئندہ اضافہ نہ ہوگا۔ لیکن اس کے پچھلے قرضوں کی ادائی کی کیا صورت ہوگی؟

جواب۔ اگر کاشتکار متحد ہو کر اپنے مال کی نکاسی کے لئے امداد باہمی کے اصول پر ایک ادارہ تشکیل دے لیں تو یہ ادارہ کوشش کرے گا کہ کاشتکاروں کو ان کی پیداوار کی اچھی سی اچھی قیمت ملے ظاہر ہے کہ اس ادارے کے توسط سے کاشتکار کو اپنے مال کے جو دام وصول ہوں گے اور اس دام سے بہت زیادہ ہوں گے جو ساہوکار انہیں دیتا ہے۔ زائد وصول شدہ قیمت کا کچھ حصہ پچھلے قرضوں کی ادائی میں ساہوکار کی نذر کیا جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے مصالحت قرضہ کا قانون بھی نافذ کیا ہے اور اس غرض سے ملک کے مختلف حصوں میں مجلسیں تشکیل باہمی دی گئی ہیں جن کا مقصد یہ ہے کہ ساہوکاروں کے ناواجبی مطالبات سے کاشت کاروں کو بچایا جائے۔ اگر کاشت کاران مجالس سے استفادہ کریں تو ان کے کثیر قرضہ جات کا ایک معتدبہ حصہ ایک پائی ادا کئے بغیر ختم کر دیا جا سکتا ہے۔

سوال۔ دیہی مقروضیت کا یہ علاج سمجھ میں تو آتا ہے لیکن آپ کے بیان سے یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اس علاج کو نافذ کرنے میں دیر کس بات کی ہے؟

جواب۔ آپ کو یہ سنکر خوشی ہوگی کہ حکومت سرکار عالی نے موجودہ قوانین رسد سے فائدہ اٹھا کر ہر اس کاشتکار کو جو احکام لیوی کے تحت سرکار کو ایک من غلہ فروخت کرتا ہے اس کا موقع دیا ہے کہ وہ اس ایک من کے منجملہ پانچ سیر اپنے موضع کے غلہ گودام میں جمع کرا دے۔ اس طرح ہر موضع کی لیوی کا آٹھواں حصہ موضع کے غلہ گودام میں مشترکہ سرمایہ کے طور پر جمع ہو جائے گا۔

قرائن بتاتے ہیں کہ رسد اور لیوی کے انتظامات جنگ جاپان کے اختتام کے دو تین سال بعد تک جاری رہیں گے۔ اور اس مدت میں غلہ گودام میں موضع کی ضرورت کے لئے کافی غلہ جمع ہو جائے گا۔

گودام کا انتظام موضع کے کاشتکاروں کی ایک منتخب کمیٹی کے سپرد ہوگا جو ہر کاشتکار کے داخل کردہ غلہ کا حساب رکھے گی۔ لین دین کا کھاتہ کھولے گی اور حاصل شدہ منافعوں کو موضع کے کاشتکاروں میں تقسیم کرے گی۔ سررشتہ امداد باہمی کی جانب سے وقتاً فوقتاً ان حسابات کی تنقیح کی جائے گی۔

سوال۔ کیا حکومت سرکار عالی نے زرعی پیداوار کی نکاسی کا بھی کوئی انتظام کیا ہے۔

جواب۔ جی ہاں۔ حکومت نے جہاں موضع کے لئے غلہ گودام کی اسکیم نافذ کی ہے۔ وہاں ہر تعلقہ کے لئے ایک اتحادی جمعیتہ ترقیات دیہی کے قیام کی منظوری بھی دی ہے۔ یہ ادارہ جس کا دستور شائع ہو چکا ہے تعلقہ کی زرعی پیداوار کی نکاسی کا فریضہ انجام دے سکتا ہے۔

یہ ادارہ حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن سے ملحق رہے گا کیونکہ خود حیدرآباد کمرشیل کارپوریشن کو اتحادی اصول پر بدل کر حیدرآباد کوآپریٹیو کارپوریشن کے نام سے مستقلاً قائم رکھنا حکومت کے پیش نظر ہے۔ جب یہ انتظامات مکمل ہو جائیں گے۔ تو ممالک محروسہ کی زرعی پیداوار کی نکاسی کے لئے ملک کا کاشتکار کسی ساہوکار کا محتاج نہیں رہے گا۔ وہ جب چاہے گا اپنے مال کی کفالت پر پیشگی رقم بھی حاصل کر سکے گا۔ جب مال فروخت ہو جائے گا تو اس کو معقول دام ملیں گے۔ حکومت سرکار عالی نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ ان تمام اتحادی اداروں کی سرپرستی اور اعانت کرے گی۔

سوال۔ کیا سرمایہ دار طبقہ جو آج تک ان زرعی
خوانچوں کو اپنی تجوریاں بھرتا رہا ہے ان ساری اصلاحی
کارروائیوں کو ہاتھ پر ہاتھ دھرے صرف دیکھتا رہے گا؟

جواب۔ حکومت یا ملک کا روشن خیال طبقہ ایسی
کسی غلط فہمی میں مبتلا نہیں ہے۔ ظاہر بات ہے کہ
سرمایہ دار طبقہ ان انتظامات کو بے اثر کرنے کے لئے
چوٹی کا زور لگائے گا۔ مخالفانہ پروپگنڈہ کرے
گا اور خود ان اداروں میں داخل ہو کر انہیں ناکام
اور بدنام کرنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن چونکہ اتحادی
اصول پر مذہبی معیشت کو ڈھالنے کا اقدام صرف محسن
فکر محدود ہے اس لئے توقع کی جا سکتی ہے کہ ترقی
پسند رائے عامہ کی تائید کے ساتھ حکومت کی مساعی
بارآور و مشکور ہوں گی۔

سوال۔ اس کا کیا یقین ہے کہ حکومت
کی موجودہ اتحادی پالیسی مابعد جنگ دور میں بھی اس
طرح نافذ رہے گی؟

جواب۔ اس سوال کے جواب خود حکومت
کا اعلان بالکل غیر مبہم اور واضح ہے۔ اس سے کھلے
طور پر آئندہ دو چار سال میں غلہ گوداموں میں [illegible]
نافذ ہو جائے گا۔ اور تعلقہ کے اداروں کے فوائد
اس درجہ محسوس ہو چکے ہوں گے کہ خود رعایا ان اداروں
کی افادیت اور اہمیت سے اچھی طرح واقف ہو جائے گی۔
ان ٹھوس حقائق کے پیش نظر مخالفانہ پروپگنڈہ
کا زیادہ ہونا تقریباً ناممکن ہوگا۔ یہ اصلاحی اور فلاحی
تحریک کا یہ خاصہ ہے کہ اگر وہ ابتدائی مشکلات پر
عبور حاصل کر کے ایک بار چل نکلے تو پھر بڑی سے بڑی
رکاوٹ اس کی رفتار کو دھیمی نہیں کر سکتی۔ یہ یقینی
ہے کہ آئندہ چار پانچ سال میں اس تحریک کی جڑیں
کافی مضبوط ہو جائیں گی اور ادنیٰ لینت کے تھپیڑے
اس پودے کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

سوال۔ آپ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے
کہ مستقبل کا حیدرآباد ایک اتحادی حیدرآباد ہوگا؟

جواب۔ جی ہاں۔ معاشی معنوں میں بھی اور
سیاسی معنوں میں بھی۔ کیونکہ جب اس تحریک کی بدولت
نفع اندوزی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ کاشتکار کو اس کی
محنت کا پورا صلہ ملنے لگے گا۔ امیر و غریب کے درمیان
فی الوقت جو عظیم تفاوت ہے وہ ایک مناسب سطح
اختیار کرے گا۔ اور معاشی رقابتیں ختم ہو جائیں گی تو
موجودہ سیاسی رقابتیں بھی بڑی حد تک رفع ہو جائیں
گی۔ اور سیاسیات کا رخ ملک اور اہل ملک کی معاشی
اصلاح و فلاح کی کوششوں کی جانب پھر جائے گا۔
جب سیاسی جدوجہد تعمیری پہلو اختیار کرے اور جب
حکومت کی ہر تجویز کو اس نظر سے جانچا جائے کہ وہ
رعایا کے معیار زندگی کے بڑھانے میں کس حد تک ممد و
معاون ہو سکتی ہے تو نہ یہ فرقہ وارانہ منافرت باقی رہ
سکتی ہیں اور نہ اعلیٰ جماعت کے جھگڑے۔

اس راستہ پر گامزن ہو جائیں تو ایسی مساعی کی ابتدا
موافقات سے کریں تو وہ دن دور نہیں کہ حیدرآباد
سارے ہندوستان کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ بن جائے۔

سوال۔ آپ نے ایک ایسے روشن مستقبل کا خاکہ
پیش کیا ہے جو ہر حیدرآبادی کا مطمح نظر ہے۔
سوال یہ ہے کہ ان تدابیر کو اختیار کرنے اور
اس راستہ پر گامزن ہونے میں تاخیر کس بات کی ہے؟

جواب۔ تاخیر کی وجہ صرف دو ہیں (۱)
ملک کے تعلیم یافتہ اور روشن خیال طبقوں کی ان ٹھوس
اور تعمیری امور کی جانب سے بے اعتنائی۔
(۲) سرمایہ دار طبقہ کا نہایت منظم مگر خفیہ
مخالفانہ پروپگنڈہ جس کی بدولت بعض غیر متوقع حلقوں
میں بھی تحریک کی افادیت سے متعلق شکوک و شبہات
پیدا ہو چکے ہیں۔ اگر ملک کے قائدین پبلک ادارے
اور اخبارات کاشتکاروں اور مزدوروں کی مشکلات و
فلاح کے مسائل پر غور فرمائیں اور اس امر کا جائزہ لیں
کہ کیوں یہ غریب طبقے قرضہ کی لعنت سے نجات نہیں
حاصل کر سکتے۔ تو سرمایہ داروں کا خود غرضانہ پروپگنڈہ
مضحکہ خیز اور بے اثر ثابت ہوگا۔

سوال۔ کیا اس غرض کے لئے ایک علیحدہ جماعت
کی تشکیل ضروری ہے۔

جواب۔ یہ مسئلہ ہر فرقے اور ہر جماعت کا ہے
ہر ادارہ ہر اخبار خواہ اس کا سیاسی مسلک کچھ ہی ہو اس
تحریک کا پرچار کر سکتا ہے اور اس کو عوام میں مقبول
بنا سکتا ہے۔

غریب کاشتکاروں اور مزدوروں کی
فلاح و بہبود ہر جماعت اور ادارے کے مقاصد میں
شریک ہے۔

وائسرائے کی پیشکش سے متعلق سوالات

گاندھی جی کے جوابات

پنچ گنی ۱۵ جون۔ پنچ گنی سے روانہ ہوتے وقت
گاندھی جی نے وائسرائے کی پیشکش سے متعلق متعدد سوالات
کے جوابات دئے۔

شملہ کانفرنس کی ہیئت ترکیبی کے متعلق گاندھی
جی نے کہا کہ برطانوی حکومت اس سے پہلے اس قسم کی کئی
کانفرنسیں منعقد کر چکی ہے۔ ان کی بہ نسبت یہ کانفرنس بہت بڑی
ہوئی ہے۔ ان کانفرنسوں میں ارکان کی ایک بڑی
تعداد برطانوی حکومت کی نامزد ہوتی تھی۔ اس مرتبہ
کی کانفرنس کے ارکان پر برطانوی حکومت کی کوئی پابندی
نہیں ہے۔ مثلاً کانگریسی وزرائے اعظم کانگریس کے پابند
اور مسلم لیگ کے نمائندے صرف اسی ادارہ کے جواب
دہ ہوتے تھے۔

ہندو مہاسبھا کا نام حذف کئے جانے کے متعلق
سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس کی دو تاویلیں
ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ غالباً کانگریس کو ہندو مہاسبھا
کی جگہ لانے کی کوشش کی گئی اور اس کو ایک فرقہ وارانہ
یا ہندو جماعت قرار دیا گیا ہے اس کی دوسری تاویل
یہ بھی ہو سکتی ہے کہ برطانوی حکومت اس کانفرنس کو
مذہبی امتیازات کی بنیاد پر منعقد کرنا نہیں چاہتی اور اسی لئے
اس نے صرف سیاسی نمائندوں کو دعوت دی ہے۔ برخلاف
اس خوشگوار منظر کے مسلمانوں اور اعلیٰ ذات کے ہندوؤں
میں مساوات رکھی گئی ہے۔ لیکن میں نے علی الاعلان کہہ
دیا ہے کہ میرے خیال میں یہ غلطی جانے کتنی ہی سخت ہو
لیکن تلافی در گذر ہے۔ اگر میرا خیال صحیح ہے تو اس
غلطی کی اصلاح ہونی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی بنا
پر مسلم مجلس یا جمعیت العلماء اور اسی طرح کی دوسری
جماعتوں کو بھی حذف کر دیا گیا ہو۔ تب یہ ضرور سمجھوں گا
کہ کانفرنس کی حیثیت تو بھی تمام اس طرح کی کانفرنسوں
کی بہ نسبت ترقی یافتہ شکل میں ہے۔ پہلی مرتبہ مولانا
ابوالکلام آزاد کا نام حذف کرنے کے متعلق وہ کیا سمجھتے
ہیں اس کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ وائسرائے
نے مجھ کو کانگریس کا نمائندہ خیال کیا اور لوگوں نے بھی
اس کو ایسا سمجھنے میں مدد دی۔ لیکن میں نے کیونکہ جو
ابھی میں نے اس غلطی کی طرف اشارہ کیا۔ انہوں نے
فوراً اس کی صحت کر لی۔

سوال۔ آپ کے اس کہنے کا کیا مطلب ہے
کہ دیسائی کے فارمولے کو ایسا رنگ نہیں ہے جیسا کہ
[illegible] کا فارمولا کا ہے۔ اور کس طرح آپ یہ خیال کرتے ہیں کہ
دیسائی فارمولا فرقہ واری مشکل کو حل کرنے میں مدد
دے سکتا؟

جواب۔ مسٹر بھولا بھائی دیسائی کے فارمولے
میں ذات کا کوئی رنگ نہیں ہے۔ ان دو سیاسی جماعتوں
میں ۴۰ فیصد نمائندگی کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اگر بھولا
بھائی دیسائی کی تجاویز بھی وہی کیا جو وائسرائے
کی ہیں تو پھر یہ بڑی غلطی ہوتی جیسے ان تجاویز کو
اس روشنی میں نہیں پڑھا۔ اگر کانگریس اس کو پسند کرے
تو وہ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں نیچ ذات کے ہندوؤں
یا غیر ہندو فرقوں میں سے کسی فرقہ کو ۴۰ فیصد کو
پر مقرر کر سکتی ہے۔ اگر کانگریس صرف اعلیٰ ذات والے
ذات کے ہندوؤں کو منتخب کرنے کی پابند ہوگی تو پھر وہ
ہندوستانی قومی کانگریس باقی نہیں رہے گی۔

جب ان سے پوچھا گیا کہ کیا آپ ہندوستان کی آزادی
کے متعلق وائسرائے اور وزیر ہند کی توضیح سے مطمئن ہیں تو
اس کا جواب مجلس عاملہ کانگریس دے گی۔ اس کے متعلق ان کی
جو ذاتی رائے ہے اس کو عوام میں ظاہر کرنے کے قبل
کو شائع کرنا یا اس کی رائے میں دخیل ہونا نہیں چاہتے

کیا روس جاپان کے خلاف اعلان جنگ کرے گا؟

کیا روس جاپان کے خلاف اعلان جنگ کرے گا؟ یہ سوال ہے جو آج ساری دنیا کی دلچسپی کا مرکز بنا ہوا ہے اب جبکہ جرمنی روس کے لئے مصیبت نہیں رہا، ہو سکتا ہے کہ روس جاپان کی طرف متوجہ ہو۔ دو رپورٹ کے ماہر ... سلو کا خیال ہے کہ اگر یورپ میں اتحادیوں کی پالیسی یکجہتی ہو سکتی ہے تو یورپ میں بھی کوئی قابل عمل فارمولا تیار ہو سکتا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو یہ ممکن ہے کہ روس جاپانی کمیونسٹوں کو ابھار کر جاپان میں قائم شدہ کسی بھی جمہوری حکومت کا تختہ الٹ دے۔ لال چین اور لال جاپان لال روس کے ساتھ برطانیہ اور امریکہ کے مقابلے کے لئے زبردست حریف بن سکتے ہیں۔

اس وقت سوویت روس جاپان کے خلاف جنگ میں غیر جانبدار رہے لیکن ہر کوئی مانتا ہے کہ جاپان کے خلاف جنگ کی لمبائی اس بات پر منحصر ہے کہ آیا روس جنگ میں شریک ہوتا ہے یا نہیں، اور ساتھ ہی روس کے رویہ کا اثر مابعد جنگ صلح پر بھی پڑتا ہے ابھی وقت تک روسیوں کے ارادوں کا کسی کو علم نہیں۔

آج روس اور چین کے تعلقات میں گرمجوشی نہیں۔ مارشل چیانگ روس کی امداد سے برسر اقتدار آئے لیکن ۱۹۲۷ء میں انھوں نے روسیوں کی مخالفت شروع کر دی۔ اس وقت اسٹالن کمیونسٹ انٹرنیشنل کے جنرل سکریٹری تھے جبکہ اس کے وقار کو عارضی طور پر دھکا لگا۔

ہمیں یہ بھولنا چاہئے کہ اسٹالن آسانی سے بات نہیں بھولتے لیکن باوجود سابقہ تلخی کے انھوں نے ۱۹۳۲ء میں چیانگ کو باہمی مدافعتی معاہدہ کی پیش کش کی کیونکہ ان کا خیال تھا کہ جاپان نے منچوریا پر قبضہ روس پر حملہ کرنے کے لئے کیا ہے۔

چین پر نہیں۔ لیکن چیانگ نے یہ معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ چار سال کے بعد جب جاپانیوں نے چین پر حملہ کیا تو اسٹالن نے اپنا معاہدہ پھر پیش کیا۔ لیکن چین کو مالی، فوجی امداد جاری رکھے اس وقت چیانگ نے چینی کمیونسٹوں سے معاہدہ کر لیا تھا۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس وقت کے بعد چین کو جو امداد بھی گئی وہ چیانگ کی حکومت کو گئی کمیونسٹوں کو نہیں۔

تھوڑے عرصے کے بعد چیانگ اور چینی کمیونسٹوں کے تعلقات خراب ہونے شروع ہو گئے ۱۹۴۳ء میں جب جرمن ... کے نزدیک پہنچ رہے تھے تو چیانگ نے سوچا کہ اچھا موقعہ ہے۔ چنانچہ انھوں نے اپنا خاص نمائندہ روس کو ماسکو بھیجا کہ چین کی کمیونسٹ پارٹی توڑ دی جائے اسٹالن نے ماننے سے انکار کر دیا۔

اس دن سے آج تک اسٹالن اور چیانگ کے تعلقات اچھے نہیں ہوئے۔ پچھلے دنوں میں ماسکو نے چیانگ کی زبردست مذمت کی ہے کہ انھوں نے چینی کمیونسٹ علاقوں کی ناکہ بندی کی ہوئی ہے اور انھوں نے اپنے بہترین سپاہی کمیونسٹوں کے خلاف استعمال کے لئے روانہ کئے ہوئے ہیں اور امریکہ جاپان کے خلاف انھوں نے چین کی مکمل مالی و انسانی کام بندی نہیں کی۔

حال ہی میں امریکیوں نے چیانگ اور کمیونسٹوں کے درمیان صلح کی جو کوششیں کیں وہ ناکام ہیں۔ وہیں ان کا کسان کا بیٹا ماؤ سے تنگ کمیونسٹ لیڈر بہت زور پکڑ گیا ہے۔ گوریلوں کا آزاد علاقہ تو شینسی صوبہ کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے لیکن جاپانی لائنوں کے پیچھے ان کا اثر ہے ان علاقوں میں تقریباً آٹھ کروڑ چینی رہتے ہیں۔ چینی کمیونسٹ فوج ایک وقت صرف ... ہزار تھی لیکن آج اس کی تعداد ستر ... لاکھ تک جا پہنچی ہے۔

ان کے ہتھیار دقیانوسی ہیں لیکن باوجود اس بات کے ۸ لاکھ کے قریب جاپانی فوج کو یہ مصروف رکھے ہوئے ہیں۔ ریڈ گرسلو کا خیال ہے کہ ماؤ سے تنگ یوگوسلاویہ کے مارشل ٹیٹو کا سا لیڈر ہے۔ اور غدار جنرل میخائیلووچ کو وہ چیانگ کی طرح سمجھتا ہے۔ چیانگ سے آمدہ اطلاعات ظاہر ہیں کہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت ماؤ سے تنگ بھی ٹیٹو کی طرح اپنی حکومت قائم کرے یا ایک اور نئی چینی حکومت ہی قائم کر دے۔

ایک بات قابل غور ہے کہ جو علاقے چینی کمیونسٹ کے کنٹرول میں ہیں۔ ان میں کمیونسٹوں نے سوویت حکومت قائم نہیں کی لیکن ایک جمہوری حکومت ہے جس میں مارشل چیانگ کی کومنتانگ پارٹی کے ممبر بھی رہ سکتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ماسکو نے روس ... غیر ملکی لیڈروں میں ...... اپنی آزادانہ حیثیت قائم رکھی ہے۔

دراصل ایک مرتبہ اسے پارٹی کے حکام کی خلاف ورزی میں پارٹی سے نکال دیا گیا تھا جن کمیونسٹ علاقوں پر مارشل چیانگ کا کنٹرول ہے۔ ان میں غیروں کی زیر دست ... مشتبہ ہے لیکن جو جو غیر ملکی نامہ نگار یہاں آئے ہیں۔ انھوں نے ایک حیرت انگیز جمہوری حکومت دیکھی ہے جس میں تعلیم وصنعت اور دیگر دستکاریوں کی نمایاں ترقی ہو رہی ہے۔

کمیونسٹ یہاں سب سے آگے ہیں گو کنٹرول ان کا نہیں ہے۔

یورپ میں ماسکو کی پالیسی یہ ہے کہ اس کی ہمسایہ حکومتیں دوستانہ ہوں۔ اگر مارشل اسٹالن کو چیانگ کی دوستی حاصل نہ ہوئی تو ہو سکتا ہے کہ اسٹالن کچھ دیر جاپانی ... ماؤ سے تنگ کو پیش کر دے۔ ہو سکتا ہے کہ اس حمایت میں ماؤ سے تنگ سارے چین پر اپنا کنٹرول رکھنے کی کوشش کرے۔ موجودہ حالت میں جبکہ کومنتانگ پارٹی کے کنٹرول کرنے والے جرنیلوں بڑے بڑے جاگیرداروں اور جنگلوں کے خلاف عوام میں جذبہ ہے یہ بات قطعاً نظر انداز نہیں کی جا سکتی کہ ماؤ سے تنگ کو جاپانی ... ہے۔

اس حالت میں جبکہ سوویت روس کو چیانگ پر اعتماد نہیں اور جاپان سے حملہ کا خطرہ ہے اس نے اپنی سرحدوں پر ... سے دوستی پیدا کی ہے۔

مشرق وسطیٰ میں سامراجی کشمکش

(بقیہ سلسلہ صفحہ (۴))

نظر آتے ہیں۔ امریکہ مشرق وسطیٰ کے تیل سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے اس لئے وہ شام کی نزاع کا پرامن تصفیہ چاہتا ہے۔ اسے اطمینان ہے کہ وہ اپنی مالی اور معاشی قوت کے بل بوتے پر تیل حاصل کر سکے گا۔ جبکہ قدرتی طور پر وہ برطانیہ کے ساتھ ہے۔

ڈی گال کی وزارت میں جب ڈی گال کے طرز عمل پر کڑی نکتہ چینی کی گئی اور فرانس کے عوام نے ڈی گال پر اعتراضات کئے تو اب ڈی گال نے یہ جائز تجویز پیش کی ہے کہ پانچ بڑوں کی ایک کانفرنس کی جائے جس میں پوری عرب دنیا کے مسائل پر غور کیا جائے۔ یہ نہایت معقول تجویز ہے لیکن برطانیہ اس کی مخالفت کر رہا ہے۔ اگر برطانوی حکومت محکوم ملکوں کی آزادی کے لئے اتنا ہی بے چین ہے تو مصر، عراق، شرق اردن اور ہندوستان نے کیا قصور کیا ہے جو انہیں آزاد نہیں کیا جاتا۔ (قومی جنگ)

نو آبادیات کی آزادی کا مسئلہ

سان فرانسسکو ۔ ۱۷ جون ۔ امریکن وزیر داخلہ مسٹر ہیرالڈ ایکس نے سان فرانسسکو کانفرنس کے امریکن ڈیلی گیشن پر اس بات کے لئے زور ڈالا کہ امریکن ڈیلی گیشن پوٹر سکیورٹی میں تمام نو آبادیات کے لوگوں کے لئے "آزادی" کا نعرہ لگائے۔ معلوم ہوا ہے کہ ہیرالڈ ایکس نے امریکن ڈیلی گیشن کے نام ایک تار بھیجا تھا جس میں ڈیلی گیشن سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ وہ اس رویہ کو تبدیل کرے جو اس نے اب تک اختیار کر رکھا ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں اپیل پیش کی ہے کہ اگر امریکن تمام نو آبادیاتی انتظامی علاقوں میں رہنے والے لوگوں کے لئے آزادی حاصل کرنے میں ناکام رہے گا تو غالباً اس امر کی ضرورت محسوس ہوگی کہ امریکن کی روایتی پالیسیوں میں تبدیلی کی جائے۔ یہ سوال کانفرنس کمیٹی کے سامنے اس ہفتے آ رہا ہے جبکہ فلپائن کے ڈیلی گیٹ بریگیڈیئر جنرل رانس کی طرف سے یہ مطالبہ کیا جائے گا کہ مجوزہ چارٹر کے سیکشن کی جنرل پالیسی میں آزادی کا لفظ درج کیا جائے۔ جیسا کہ پانچ بڑی کمیٹی کے اس سیکشن کو منظور کر لیا ہے۔ اس کے ذریعہ ان محکوم ملکوں کو جو اس کے زیر اثر ہوں مناسب حالات کے مطابق..... اقتصادی اور سوشل ترقی کی طرف لے جانے پر زور ڈالا گیا ہے تاوقتیکہ وہ سلطنت گورنمنٹ کے قابل ہوں اور اس طرح سے بین الاقوامی امن کو مضبوط کیا جائے۔

معلوم ہوا ہے کہ سان فرانسسکو کانفرنس میں پندرہ بنیادی جھگڑے ایسے در پیش تھے جن سے متعلق اب تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔ کانفرنس کی کارکردگی پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پندرہ میں سے کم سے کم دس مسائل پر پانچ بڑوں میں جھگڑا اٹھا۔ ان میں پولینڈ کا مسئلہ اور پانچ بڑوں کے ویٹو اختیارات کا مسئلہ بھی شامل ہے۔ پولینڈ کے جھگڑے پر پانچ بڑوں میں اتنا سخت تعطل پیدا ہوا کہ اس سوال کو سان فرانسسکو اسکیم سے ہٹانا پڑا۔ کانفرنس میں پہلا تعطل اس دن پیدا ہوا جبکہ ایم مولوٹوف نے مسٹر سٹی نیس کو صدر بنانے کی مخالفت کی تھی۔

دو کروڑ روپیہ صرف کے گوداموں کی تعمیر

حیدرآباد ۔ ۱۷ امرداد ۔ معلوم ہوا ہے کہ حکومت سرکار عالی نے حیدرآباد کو آپریٹیو کارپوریشن کے لئے گوداموں کی تعمیر کے سلسلہ میں ایک ٹرسٹ مقرر کیا ہے جو آنریبل صدر المہام تعمیرات آنریبل صدر المہام فینانس اور آنریبل صدر المہام مال پر مشتمل ہے۔

حکومت سرکار عالی نے معمولی زائد منافع کے لئے بھی ایک فنڈ مقرر کیا ہے اور اس کے ساتھ حیدرآباد کو آپریٹیو کارپوریشن کے اس منافع کو بھی شریک کیا گیا ہے جو سال گزشتہ دالوں کی برآمد کے سلسلہ میں ۲۵ لاکھ روپئے کے قریب حاصل ہوا تھا۔ یہ رقم اچھے خاصے ٹھیکہ پر مالک محروسہ سرکار عالی میں مختلف مقامات پر گوداموں کی تیاری میں صرف کی جائے گی۔ بڑے گوداموں میں جو نانڈیڑ جالنہ نظام آباد ورنگل وغیرہ میں تعمیر کئے جائیں گے، پچاس ہزار تھیلے اور چھوٹے گوداموں میں تقریباً پانچ ہزار تھیلے رکھے جا سکیں گے۔

یہ اس وسیع پروگرام کا پہلا اقدام ہے جس کے تحت حکومت دو سو تا تین سو گوداموں کی تعمیر کرنا چاہتی ہے دو کروڑ روپیہ کی لاگت سے یہ گودام اہم مقامات پر تعمیر کئے جائیں گے موجودہ مقامات کی ضرورت حال کے انتظام پر یہ گودام انجمن ہائے امداد باہمی کے حوالے کر دئے جائیں گے۔ ا ۔ پ

لارڈ ویول کی پیش کش

بقیہ سلسلہ صفحہ (۵)

"ہندوستان ٹائمز" بیان کرتا ہے کہ ان تمام چیزوں کے پیش نظر جو وقوع پذیر ہو چکی ہیں اور ان متعدد مابعد جنگ مسائل کی بنا پر جن کو حل کرنا از حد ضروری ہے، ہندوستانی رائے اس امر پر متفق ہے کہ مرکز اور صوبوں میں فوراً عوامی حکومتیں کام شروع کر دیں۔ ویول نے بلا وقت ضرورت پر ہندوستانی قائدین سے فوراً کل حاصل کرنے کی مخلصانہ کوشش کی ہے اور ہمیں اس میں شبہ نہیں کہ ان تجاویز پر انتہائی سنجیدگی سے غور و خوض کیا جائے گا۔

اخبار "ڈان" نے والسرائے کی تجاویز پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ جس اسپرٹ کے ساتھ ان تجاویز کو پیش کیا گیا ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور قائدین سے ہم متوقع ہیں کہ وہ ان جذبات کا اسی انداز میں جواب دیں گے۔ ان اشخاص سے جن کا کام کسی چیز کو مسترد کر دینا یا تنگ اڑانا پیشہ ہو گیا ہے ہم مطالبہ کریں گے کہ وہ اس اسپرٹ کو سمجھیں جو اس پیش کش کا پس منظر ہے۔

"اسٹیٹسمن" رقمطراز ہے کہ کم از کم یہ تجاویز ایک ایسا موقع دیتی ہیں جس کے ذریعہ اس انتی کوشش کو سیدھی راہ پر لگایا جا سکتا ہے جس کے نتیجہ کے طور پر ۱۹۴۲ء کے تباہ کن واقعات ظہور پذیر ہوئے تھے۔

"ٹائمز آف انڈیا" تحریر کرتا ہے کہ اگر ہندوستانی قائدین اس پیش کش کو مسترد کر دیں تو موجودہ تعطل کے ایک غیر معین مدت تک جاری رہنے نے کوئی متبادل صورت پیدا نہیں ہو سکتی۔

"سندھ ابزرور" کراچی بیان کرتا ہے کہ یہ تجاویز ایک ایسی مراسلت کے مترادف ہے جو منزل کے درمیان واقع ہے۔ ہو سکتا ہے کہ شملہ کانفرنس میں گفت و شنید کے نتیجے کے طور پر اس میں بعض ترمیمات قبول کر لی جائیں۔

"ڈیلی گزٹ" کا بیان ہے کہ والسرائے کی تجاویز ہندوؤں اور مسلمانوں میں ایک مکمل سمجھوتہ کی "بسم اللہ" کا درجہ رکھتی ہیں۔

ویول کی تجاویز کا پس منظر

بقیہ سلسلہ صفحہ (۷)

ہندو مہاسبھائی اور بعض کانگریسی اخبارات کو یہ گوارا نہیں کہ کانگریس اور مسلم لیگ کو والسرائے کی کونسل میں مساوی درجہ دیا جائے۔ چنانچہ اس مسئلہ پر انہوں نے بڑی ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

غرض کہ ہمارے اخبارات نے ویول کی تجویز میں خامیاں بہت سی بتائیں لیکن کسی نے یہ نہیں لکھا کہ ہونا کیا چاہئے اور ویول کو اس پر مجبور کیسے کیا جائے؟

برطانیہ میں جدید انتخابات کی مہم

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

قدامت پرست جماعت کو کانفرنس میں چرچل کی تقریر پر عمالی جماعت کا زبردست ردعمل ہوا۔ انتخابات کے ضمن میں جو تنقیح زیر بحث ہے یہ ہے کہ خانگی ملکیت کو برقرار رکھا جائے یا اس کی جگہ قومی ملکیت ہو۔ چرچل نے اپنی تقریر میں "آزاد سرگرمیوں" کی حمایت کی۔ اگر قدامت پرستوں کا یہی مسلک ہے تو ان کی حکومت نہ صرف قومی ملکیت کی مخالفت کرنے کی بلکہ سرمایہ دارانہ اجارہ داری کی بھی۔ چرچل نے سوچ سمجھ کر "آزاد سرگرمیوں" کا لفظ استعمال کیا ہے "خانگی سرگرمیوں" کا۔ ان دونوں اصطلاحات میں بڑا فرق ہے۔

اس زمانہ میں جبکہ سرمایہ دارانہ اجارہ داری کا دور دورہ ہے "آزاد سرگرمیوں" کا نعرہ پچھلے آدمیوں کا نعرہ ہے۔ کیا چرچل اس نعرہ کو قدامت پرستوں کا نعرہ بنانے میں کامیاب ہو جائے گا!

بہر حال مہم کی سمت میں چرچل قدم اٹھا رہا ہے وہ انقلاب کی سمت نہیں تو رجعت پسندی کی بھی سمت نہیں یعنی سرمایہ دارانہ اجارہ داری کو چیلنج دینا اور "آزاد سرگرمیوں"

کا علم بلند کرنا ایک جمہوری اقدام ہے۔ اور جو شخص آج جمہوریت کا شمیر بردار ہے اس کو بالکل جانب قدم اٹھانا پڑے گا۔ اگر انتخابات میں قدامت پرست پارٹی کامیاب ہو جائے اور چرچل اپنی حکومت تشکیل دے تو اس کی حکومت کی پالیسی پر اس جماعت کے ترقی پسند افراد کا بہت اثر ہوگا۔ لیبر پارٹی کی مخالفت میں قدامت پرست ارکان ترقی پسند نقطۂ نظر کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس طرح برطانیہ ایک خاموش انقلاب سے دوچار ہے۔

ایوان روسا کا تعطل

باخبر حلقوں میں رجائی رجحانات

بمبئی۔ ۱۲ جون۔ معتبر طور پر معلوم ہوا ہے کہ ایوان روسا کی مجلس قائمہ کے گذشتہ دسمبر میں مستعفی ہو جانے سے والیان ریاست اور تاج کے تعلقات میں جو تعطل پیدا ہو گیا تھا وہ تقریباً ختم ہو گیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں عنقریب ایک اعلان کی توقع ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ ایوان کے چانسلر ہز ایکسلنسی نواب صاحب بھوپال عنقریب نمائندہ تاج سے ملاقات کریں گے۔ جس کے بعد صورت حال غالباً واضح ہو جائے گی۔

فی الحال باخبر حلقوں میں رجائیت کا ایک واضح رجحان پایا جاتا ہے۔ اور ان حلقوں میں جلد کی عمل کے امکانات بہت روشن خیال کئے جاتے ہیں اس سلسلہ میں مشاورت اور تعاون کے اس نئے جذبے کا ذکر کیا جا رہا ہے جو ریاستوں اور حکومت ہند کے نمائندوں کے درمیان حال کی اہم ملاقاتوں میں نمایاں ہوا۔ ان ملاقاتوں میں مشترکہ مفاد کے امور مثلاً صنعتی محصول اندازی اور غیر فوجی ہوا بازی کے متعلق مفصل اور واضح تبادلہ خیال کیا گیا۔

یہ بھی بتایا جاتا ہے کہ اس اثنا میں ہز ہائنس نواب صاحب بھوپال کی قیادت میں روسا کا اتحاد پوری طرح قائم رہا۔ اور اگر نئے انتخابات کرائے جائیں تو یقینی ہے کہ وہی مجلس قائمہ پھر منتخب ہو جائیں گی۔ جو گذشتہ دسمبر میں مستعفی ہو گئی تھی۔

باخبر حلقوں میں ہز ہائنس نواب صاحب بھوپال کے اس بیان کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ روسا مادر وطن کے مفاد کو آگے بڑھانے میں کسی سے پیچھے نہیں ہیں اور اس بات پر زور دیا جا رہا ہے روسا کے سردار یقینی طور سے اس بات کی پوری کوشش کریں گے کہ تعطل ختم ہو جائے اور اس طرح لارڈ ویول کو اپنی تمام تر توجہ ملک کے سیاسی

تعطل کو ختم کرنے کے اہم تر کام پر صرف کرنے کا موقع مل جائے۔

سان فرانسسکو میں پچاس قوموں کی کانفرنس

شنبہ کو ختم ہو جائیں گی

سان فرانسسکو ۱۲ جون۔ سان فرانسسکو میں اتحادی قوموں کی کانفرنس شنبہ کو صدر ٹرومین کے ایک خطبے کے بعد ختم ہو جائے گی۔

امریکہ کے وزیر مسٹر اسٹیٹنس نے کل شام میں نامہ نگاروں کو بلا کر بتلایا کہ چارٹر کی بڑی اہم کے تکمیل میں اب صرف بعض آخری اور اصلاحی کارروائیوں کی کسر رہ گئی ہے۔

یہ بڑی مہم ۲۵ اپریل کو ۴۶ قوموں کے ساتھ شروع ہوئی تھی جس میں بعد کو ۵۰ قومیں شامل ہو گئیں یہ قومیں سان فرانسسکو میں ڈمبارٹن اوکس کے منصوبے کے مطابق بات چیت میں لگی تاکہ اس کی منظوری ہو۔ ترمیمات کے ساتھ عالمی حفاظتی ادارے پر غور کرنے کے لئے جمع ہوئی تھیں۔ اس منشور کا مسودہ اب ایک مکمل شکل میں تیار ہو گیا ہے۔

دستخط کی تقریب میں جو شنبہ کو ہوگی اندازاً دس گھنٹے لگیں گے کانفرنس کے پروگرام کا آخری جزو صدر ٹرومین کی تقریر ہوگی جو وہ شنبہ کی شام کو اپنا اڈرس میں کریں گے۔

اسمبلی کے اختیارات

امریکی وزیر مسٹر ایڈورڈ اسٹیٹنس نے کل رات اعلان کیا کہ نئے عالمی منشور میں صلح کے متعلق جنرل اسمبلی کے اختیارات پر آسٹریلیا اور پانچ بڑی طاقتوں کے درمیان ایک سمجھوتہ ہو گیا ہے۔ یہ سمجھوتہ بعد کو کانفرنس میں پیش کر دیا جائے گا۔

آسٹریلوی نمائندے ڈاکٹر ایوات کا استدلال یہ تھا کہ جنرل اسمبلی کو مباحثے کے لئے اس سے زیادہ اختیارات حاصل ہونے چاہئیں جتنے کہ روس کے مفاہمتی فارمولا میں تجویز کئے گئے ہیں۔ مسٹر اسٹیٹنس نے روس کے مصالحت پسند اقدام کی تعریف کی۔

(احمد پریس میں طبع ہوکر دفتر مملکت سے شائع ہوا۔)